Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ترتیب

اداریہ ...... اسلامی سال کا آغاز اور ہماری حالت ....مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن.......... علم تفسیر (قسط۲)....................مفتی محمد رضوان ۸

درسِ حدیث .... اسلام کی بنیاد...........................محمد یونس ۱۰

مقالات و مضامین

عالمِ اسلام کے موجودہ حالات اور برڈ فلو..................مفتی محمد رضوان ۱۲

پتنگ بازی اور بسنت..............................// // ۱۹

رشوت اور اس کی مروجہ صورتیں.............................محمد یونس ۳۰

یادِ عہد رفتہ (قسط۲)...محمد امجد ۳۳

علم کے مینار..... حضرت ابوذر غفاری اور ان کا سفر مکہ.........محمد امجد ۳۶

تذکرہ اولیاء ..... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ (قسط۲)...طارق محمود ۳۸

پیارے بچو! ..... زبان کی نعمت اور گالی گلوچ...........طارق محمود ۴۱

بزمِ خواتین .... مسلمان بہنوں اور والدین کے نام........محمد امجد ۴۳

کیا آپ جانتے ہیں .... متفرقات...............مفتی محمد رضوان ۴۷

آپ کے دینی مسائل کا حل ۵۰

عالم آن لائن پروگرام، ناخن پالش اور چہرہ کا پردہ...............از دارالافتاء

حیرت کدہ .... زندہ مذہب ....محمد امجد ۵۹

طب و صحت .... برڈ فلو..............................حکیم محمد فیضان ۶۱

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب و روز.................ادارہ ۶۴

اخبارِ عالم .... قومی و بین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........ادارہ ۶۶

TO THE EDITORS..........................عرفان الٰہی ۶۹

Idara Ghufran

اداریہ مفتی محمد رضوان

اسلامی سال کا آغاز اور ہماری حالت

(۱)......ماہِ محرم سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے اس اعتبار سے محرم کا مہینہ اسلامی سال کا بالکل ابتدائی مہینہ ہے اس مہینہ کے شروع ہونے پر اسلامی سنہ ہجری کی تبدیلی عمل میں آتی ہے اور اسلامی سال کا سنہ ایک ہندسہ آگے بڑھ جاتا ہے اس مرتبہ محرم کے آغاز سے ۱۴۲۴ ہجری ۔۱۴۲۵ ہجری کے ساتھ تبدیل ہوگیا ہے۔ گویا کہ یہ مہینہ عالمِ اسلام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے نئے سال کی نوید اور خوشخبری ساتھ لے کر آتا ہے۔ ہر قوم اور مذہب والے اپنے سال کے آغاز پر اپنے اپنے طریقوں پر مختلف انداز سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں جس کی زندہ مثال ’’ہیپی نیوائر‘‘ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اگرچہ اسلام غیروں کے طریقوں پر چلنے اور دوسری قوم کی نقالی اور مشابہت اختیار کرنے سے منع کرتا ہے یہاں تک کہ اسلامی اور غیر اسلامی خوشی اور جشن منانے کے طور وطریقوں میں بھی زمین وآسمان کا فرق رکھا گیا ہے لیکن بہر حال اسلام میں خوشی کے اظہار کے جذبات کی رعایت رکھی گئی ہے البتہ اس کے لئے کچھ حدود متعین کردی گئی ہیں۔ جس کا تقاضا ہے کہ مسلمان اسلامی سال کے آغاز پر اللہ رب العزت کا شکر بجالائیں کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے نئے سال تک زندگی بخشی اور ساتھ ہی نئے سال کے آغاز پر اپنے گزشتہ سال کے اعمال کا جائزہ لیں اور اپنا احتساب کریں، اگر نیک اعمال کی توفیق ہوئی ہو تو اللہ عزَّ وجلَّ کے حضور سجدہ ریز ہو کر شکر کی نعمت سے اپنے دامن کو سعادت بخشیں اور آئندہ سال کے لئے ان کی بجاآوری بلکہ مزید ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کا عزم کریں اور نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر جو بداعمالیاں سرزد ہوئیں ان سے پختہ توبہ کر کے علیحدگی اختیار کریں اور آئندہ سال بلکہ عمر بھر کے لئے ان سے بچے رہنے کا مصمم ارادہ کریں۔ تاہم غیر قوموں کی نقالی، غلط رسوم اور فضول خرچی سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(۲)......اسلامی سال کے آغاز کی نسبت حضور اکرم ﷺ اور آپ کے جانثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت کی قربانی کے جذبہ کے ساتھ قائم ہے، سنہ ہجری ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضاء کی خاطر دین کے لئے ہر قسم کی جانی ومالی قربانی کے جذبات اپنے اندر پیدا اور ان میں اضافہ کرنے کا درس دیتا ہے اور ہمارے خاموش اور جامد جذبات کو نئی تحریک اور ولولہ بخشتا ہے اور مسلمانوں کو ہجرت کے اس عمل کی یاددہانی کراتا ہے

جس کی بدولت ہمارے روحانی وایمانی آباء واجداد کو مدینہ طیبہ میں ہر طرح کی عزت، غلبہ اور راحت وثروت عطا ہوئی ہماری دنیا میں رہی سہی عزت ہمارے ان مقدس برگزیدہ بزرگوں کی ہی میراث ہے ✪ ایمان والوں کو ایک مضبوط قلعہ اور مرکز حاصل ہوا ✪ مسلمانوں کو آزادی سے عبادت کرنے اور حضور ﷺ کے پاس آنے جانے، مسلسل حاضری اور آپ ﷺ کی صحبت سے مستقل فیض یاب ہونے کے مواقع مل گئے ✪ اہلِ اسلام نسبتاً چین سے زندگی گزارنے لگے ✪ اسلامی طرزِ معاشرت کے خدوخال نمایاں ہوئے ✪ اسلام کے اقتصادی ومعاشی پروگراموں کے لئے عملی راہ ہموار ہوگئی ✪ تعلیم وتعلم کے لئے سازگار ماحول میسر آیا ✪ آزاد فضا میں رہ کر لوگوں کو اسلام سمجھنے میں آسانی ہوگئی ✪ تعلیماتِ اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ کے لئے پاکیزہ ماحول مہیا ہوا ✪ ایک اسلامی حکومت قائم ہوئی جس کے سربراہ آنحضرت ﷺ تھے جو شروع میں مدینہ منورہ اور اس کے مضافات پر مشتمل تھی مگر رفتہ رفتہ بحرُ الکاہل سے لے کر بحرِ اوقیانوس تک وسیع ہوگئی ✪ اسلام کا اہم فریضہ جہاد وقتال زندہ ہو کر قیامت تک کے لئے جاری ہوگیا ✪ ہجرت سے اسلامی سن کا آغاز کرنے میں ایک سبق یہ ہے کہ جب تک یہ سنہ باقی ہوگا مسلمانوں کی یہ یاد ہر وقت تازہ رہے گی کہ اسلام کو مضبوط تھام لینے کے لئے ہجرت ضروری ہے اور ہجرت اپنی قوم، خاندان، وطن، رسم ورواج، عزت وراحت اور کافروں کی معاشرت سب کو چھوڑنے کا نام ہے۔

(۳)...... یہ مہینہ دنیا میں بسنے والے تمام مسلمانوں کو اسلامی سال وماہ اور اس کی تاریخوں کے ساتھ اپنا رشتہ قائم اور مستحکم ومضبوط کرنے کی بھی دعوت دیتا ہے جس کی طرف سے مسلمانانِ عالم میں اجتماعی غفلت وبیزاری پائی جاتی ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ مسلمانوں کی یہ حالت بیان کرنی پڑتی ہے کہ آج اکثر وبیشتر مسلمانوں کو اسلامی سال کے آغاز اور اس کی تاریخوں، مہینوں اور سن تک کی خبر نہیں ہوتی، غیروں کی تقلید اور نقالی کا یہ عالم ہے کہ کسی اسلامی مہینے یا تاریخ کی اتفاق سے ضرورت پیش آجائے مثلاً رمضان، عید اور بقرعید وغیرہ تو اس کی پہچان اور معرفت کے لئے بھی انگریزی اور عیسوی مہینوں اور تاریخوں کا سہارا لینا پڑتا ہے کہ رمضان یا عید اور بقرعید وغیرہ فلاں انگریزی مہینہ اور تاریخ کو آرہی ہیں۔ ہم غیروں کی مشابہت اور نقالی میں اتنے گر گئے اور دوسروں کے دستِ نگر بن گئے ہیں کہ اپنی مذہبی عبادات اور اعمال انجام دینے کے لئے بھی غیروں کی امداد اور سہارا لئے بغیر ذرا آگے قدم نہیں اٹھا سکتے۔

(۴)...... ماہ محرم کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت بھی عطاء فرمائی ہے کہ اس کا نہ صرف ان چار مہینوں میں شمار کیا گیا جو آسمان وزمین کی پیدائش کے وقت سے عظمت وشرافت والے ہیں اور قرآن مجید میں ان کو ''اشہر حرم''

Iqra Ghufran

قرار دیا گیا ہے، بلکہ اس مہینہ کو ان چار مہینوں میں سب سے اول اور پہلا درجہ بخشا گیا۔قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (سورہ توبہ آیت ۳۶)

ترجمہ: مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین، ان میں چار مہینے (محرم، رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ) ہیں ادب کے، یہی ہے سیدھا دین، سو ان میں ظلم مت کرو اپنے اوپر (سورہ توبہ آیت ۳۶)

(۵)......اس مہینہ کا نام ''محرم'' اور پھر اس کے ساتھ ''الحرام'' کا اضافہ اس مہینہ کے احترام کو دو چند کر کے ظاہر کرتا ہے کیونکہ محرم کے معنی ہی احترام وعظمت والی چیز کے ہیں اور ''محرم الحرام'' احترام در احترام کو ظاہر کرتا ہے۔

(۶)......اس مہینہ کی عظمت وشرافت کو ظاہر کرنے اور دنیا کو بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے عظیم الشان واقعات کا اس مہینے میں وقتاً فوقتاً ظہور ہوتا رہا ہے۔

چنانچہ ✪ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مہینہ بلکہ اس مہینہ کی خاص دس تاریخ کو فرعون سے نجات عطاء فرمائی تھی ✪ محرم کے مہینہ سے متعلق بعض حدیث اور تاریخ وسیر کی کتابوں سے بہت سے دوسرے اہم واقعات کا وابستہ ہونا بھی معلوم ہوتا ہے مثلاً یہ کہ محرم کے مہینہ بلکہ اس کی دسویں تاریخ میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی تھی۔اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن آسمان پر اٹھائے گئے۔اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا اور اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو مرض سے صحت عطا ہوئی اور اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔اس کے علاوہ اور بھی واقعات اس دن کے متعلق لکھے ہیں اس قسم کے واقعات اور روایات میں اگرچہ محدثین کو کلام ہے مگر ان سے بھی مجموعی طور پر کسی نہ کسی درجہ میں محرم کے مہینہ اور اس کی دسویں تاریخ کی فضیلت وعظمت ظاہر ہوتی ہے (ماخوذ از خصائل نبوی بتغیر ص۲۶۰، کذا فی عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۱۷، اوجز

Idara Ghufran

المسالک ج ۳ ص ۴۸)

✪ محرم کا ہی مہینہ ہے جس کی دسویں تاریخ کا روزہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض کیا گیا تھا گویا کہ اسلام کے اہم رکن روزہ کی فرضیت کی تمہید اس مہینہ سے قائم ہوئی اور آج اگرچہ اس مہینہ کے روزے کی فرضیت تو باقی نہیں مگر اس روزہ کی اہم فضیلت آج بھی موجود ہے ✪ محرم کے دسویں دن کے روزہ کو یہ فضیلت بخشی گئی کہ اس کی وجہ سے گذشتہ ایک سال کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ✪ محرم کے مہینہ کے ان گوناگوں فضائل اور اہمیتوں کے اظہار کا تسلسل زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت سے جاری تھا کہ سنہ ۶۱ ھ کو واقعہ کربلا کے نام سے حضرت حسین رضی اللہ اور آپ کے مقدس رفقاء کی عظیم الشان شہادت بھی اس مہینہ سے منجانب اللہ مقدر ہوئی، جس سے اس مہینہ کی عظمت و شرافت کا ایک نئے انداز میں ظہور ہوا۔ اس مہینہ کی نسبت نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے مقدس رفقاء کی شہادت کو چار چاند لگا دیئے اور یہ بات کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے شہادت بہت بلند و بالا اور اعلیٰ وارفع نعمت و دولت ہے جو کسی خوش نصیب اور نیک بخت ہی کا مقدر ہوتی ہے۔

ہماری موجودہ حالت! ماہِ محرم کی مذکورہ شرعی و تاریخی حیثیت و اہمیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس مہینہ کو شکر، شادمانی اور قدردانی کا مہینہ سمجھا جاتا اور اس مہینہ کو دوسرے عام مہینوں کے مقابلہ میں زیادہ عظمت و فضیلت والا مہینہ خیال جاتا۔ جیسا کہ تاریخ اسلام کے گذشتہ زمانوں میں ہوتا رہا ہے مگر اب کچھ عرصہ سے قرآن و حدیث اور تاریخ و سیر کے تمام نصوص و شواہد کو نظر انداز کر کے اس مہینہ کو غمی یا نحوست کا مہینہ سمجھ لیا گیا ہے اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس سے دو قدم آگے سوگ و ماتم کی تمام حدوں کو پھلانگتے ہوئے سال بھر کے خود ساختہ طریقوں کے ساتھ اس مہینہ کو خاص کر دیا گیا ہے۔ اچھے خاصے تندرست اور صحت مند حضرات اس مہینہ کے شروع ہوتے ہی سوگوار بن جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ شادی بیاہ اور دوسری خوشی والی تقریبات بھی اس مہینہ کے شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہیں اور یہ مہینہ شروع ہونے سے پہلے پہلے ہی اس قسم کی تقریبات سے فارغ ہونے کی کوشش کی جاتی ہے خواہ اس کے لئے کتنے ہی مصائب و مسائل سے دوچار کیوں نہ ہونا پڑے۔ اس مہینہ میں نکاح کرنا یا اور کوئی خوشی کی تقریب منعقد کرنا بہت بڑا جرم اور عیب سمجھا جانے لگا ہے، یہ نہایت جاہلانہ رسم ہے جس میں اہل تشیع کی مشابہت بھی پائی جاتی ہے، نکاح جس سے انسان کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اس کا اس مہینہ میں انجام دیا جانا تو زیادہ نیک فالی کا باعث تھا تاکہ زندگی کے نئے دور کا آغاز سال کے آغاز کے ساتھ جمع ہو کر آنے والی زندگی کے لئے نیک

فال ثابت ہو۔ مسلمانوں کو اس قبیح جاہلانہ سوچ سے فوراً نکلنے کی ضرورت ہے جس کی ابتداء وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی طاقت اور اپنی رضا کی خاطر دوسروں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہو۔ آج تاریخ ایسے باہمت اور قوی ایمان والوں کی منتظر ہے۔ معاملہ صرف شادی بیاہ اور خوشی کی دیگر تقریبات تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اب تو اس سوگواری کا تصور کچھ زیادہ ہی عام ہو گیا ہے۔ کسی بچہ کی ولادت اس مہینہ میں ہو جائے تو اس کو بدشگونی پر محمول کیا جاتا ہے۔ بہت سے افراد اس مہینہ کے آغاز سے سوگ اور ماتم کا اظہار وسیاہ لباس کے ساتھ کرتے ہیں۔ بعض لوگ اس مہینہ کے ابتدائی دس دنوں میں چارپائی پر سونا چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر سوتے ہیں جہلاء کا ایک طبقہ ایسا بھی سننے میں آیا ہے جو ابتدائی دس دنوں تک ننگے پاؤں رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک طبقہ اس عشرے میں میاں بیوی والے خصوصی تعلقات سے باز رہنے کو بھی ضروری خیال کرتا ہے اور ہمارے ملک میں یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہوگی کہ ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر محرم کے پورے عشرے گانا بجانا اور کسی بھی قسم کی موسیقی کو نشر نہیں کیا جاتا گویا کہ موسیقی اور گویوں کی دنیا بھی سوگوار ہوتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس عید، بقرعید، شب برأت، رمضانُ المبارک اور شبِ قدر تک کے بابرکت اوقات کے احترام کی رعایت رکھتے ہوئے موسیقی بند نہیں کی جاتی اور زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت واقعہ کربلا میں دس محرم کو ہوئی اگر افسوس اور غم کی ضرورت تھی تو اس تاریخ کے بعد تھی مگر دس محرم سے پہلے جب تک آپ حیات رہے اس کی ضرورت نہیں سمجھی اور جونہی شہادت کی تاریخ گزری موسیقی اور اپنے انداز میں خوشی منانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دس محرم کے دن سوگ و ماتم کے جو مناظر سامنے آتے ہیں وہ تو ''الامان الحفیظ'' تمام سرحدوں کو عبور کر لیا جاتا ہے۔ آگ پر چلنا، اپنے جسم کو زدوکوب کرنا یہاں تک کہ بعض کا اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالنا یہ وہ واقعات ہیں جو ہر سال محرم کے مہینہ میں سننے کو ملتے ہیں اپنی اس موجودہ حالت کو قرآن وسنت اور اسلامی تاریخ کے تناظر وتقابل میں دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے ہمیں حضور ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کے جس اندھیرے غار سے نکال کر علم وہدایت کے راستہ پر گامزن کیا تھا آج ہم پھر اسی بلکہ اس سے زیادہ اندھیرے غار اور تاریکی میں ڈوبتے جا رہے ہیں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

محمد رضوان۔ ۳/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ 23 فروری 2004ء بروز سہ شنبہ (منگل)

ادارہ غفران، راولپنڈی

Idara Ghufran

درسِ قرآن

مفتی محمد رضوان

علم تفسیر (قسط ۲)

(۲)......حدیث

تفسیر کا دوسرا ماٴخذ قرآن کے بعد حدیث ہے ''حدیث'' آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کو کہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث ہی اس لئے فرمایا تھا کہ آپ لوگوں کے سامنے قرآن مجید کی صحیح تشریح کھول کھول کر بیان فرمادیں، چنانچہ آپ نے اپنے قول اور عمل دونوں سے یہ فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا، اور درحقیقت آپ کی پوری مبارک زندگی قرآن ہی کی عملی تفسیر ہے، اس لئے قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ زور حدیث پر دیا گیا ہے اور احادیث کی روشنی میں کتاب اللہ کے معنی متعین کئے گئے ہیں، لیکن کیونکہ حدیث میں صحیح، ضعیف اور موضوع ہر طرح کی روایات موجود ہیں، اس لئے اس وقت تک کسی روایت کو قابل اعتماد نہیں سمجھا جائے گا جب تک وہ تنقید روایات کے اصولوں پر پوری نہ اترتی ہو، لہٰذا جو روایت بھی جہاں نظر آجائے اسے دیکھ کر قرآن مجید کی کوئی تفسیر متعین کرلینا صحیح نہیں، کیونکہ وہ روایت ضعیف......اور دوسری مضبوط روایتوں کے خلاف بھی ہوسکتی ہے، درحقیقت یہ معاملہ بڑا نازک ہے اور اس میں قدم رکھنا انہی لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنی عمریں ان علوم کو حاصل کرنے میں خرچ کی ہیں، اور انہیں اللہ تعالیٰ نے ان علوم میں مہارت عطا فرمائی ہے

(۳)......صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کی تعلیم براہ راست آنحضرت ﷺ سے حاصل کی تھی، اس کے علاوہ وحی نازل ہونے کے وقت وہ بذاتِ خود موجود تھے، اور انہوں نے قرآن مجید نازل ہونے کے پورے ماحول اور پس منظر کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا تھا، اس لئے فطری طور پر قرآن کریم کی تفسیر میں ان حضرات کے اقوال جتنے مستند اور قابل اعتماد ہوسکتے ہیں، بعد کے لوگوں کو وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا، لہٰذا جن آیتوں کی تفسیر قرآن یا حدیث سے معلوم نہیں ہوتی ان میں سب سے زیادہ اہمیت صحابۂ کرام کے اقوال کو حاصل ہے، چنانچہ اگر کسی آیت کی تفسیر پر صحابہ کا اتفاق ہو تو مفسرین حضرات اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے خلاف کوئی اور تفسیر بیان کرنا جائز نہیں، ہاں! اگر کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام کے اقوال مختلف ہوں تو

بعد کے مفسرین دوسرے دلائل کی روشنی میں یہ دیکھتے ہیں کہ کونسی تفسیر کو ترجیح دی جائے؟ اس معاملہ میں اہم اصول اور قواعد اصول فقہ، اصول حدیث اور اصولِ تفسیر میں موجود ہیں، ان کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں

(۴)......تابعین کے اقوال

صحابہ کے بعد تابعین کا نمبر آتا ہے یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر صحابۂ کرام سے سیکھی ہے، اس لئے ان کے اقوال بھی علم تفسیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

(۵)......عرب کی لغت

قرآن مجید کیونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس لئے قرآن مجید کی تفسیر کے لئے اس زبان پر مکمل عبور حاصل کرنا ضروری ہے، قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے پس منظر میں چونکہ کوئی شان نزول یا کوئی اور فقہی یا کلامی مسئلہ نہیں ہوتا، اس لئے ان کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ یا صحابہ وتابعین کے اقوال منقول نہیں ہوتے، چنانچہ ان کی تفسیر کا ذریعہ صرف عرب کی لغت ہوتی ہے اور لغت ہی کی بنیاد پر اس کی تشریح کی جاتی ہے، اس کے علاوہ اگر کسی آیت کی تفسیر میں کوئی اختلاف ہو تو مختلف آراء میں تقابل اور فیصلے کے لئے بھی علمِ لغت سے کام لیا جاتا ہے۔

(۶)......تدبر اور استنباط

تفسیر کا آخری مأخذ (Source) ''تدبر اور استنباط'' ہے۔ قرآن مجید کے نکات اور باریکیاں ایک ایسا سمندر ہے، جس کی کوئی حد وانتہا نہیں، چنانچہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی علوم میں بصیرت اور مہارت عطا فرمائی ہو وہ جتنا جتنا اس میں غور وفکر کرتا ہے اتنے ہی نئے نئے اسرار و باریکیاں سامنے آتے ہیں، چنانچہ مفسرین اپنے اپنے غور وفکر کے نتائج بھی اپنی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں، لیکن یہ اسرار و باریکیاں اسی وقت قابل قبول ہوتے ہیں جبکہ وہ مذکورہ بالا پانچ مآخذ سے متصادم نہ ہوں، لہٰذا اگر کوئی شخص قرآن کی تفسیر میں کوئی ایسا نکتہ یا اجتہاد بیان کرے جو قرآن وسنت، اجماع، لغت، یا صحابہ وتابعین کے اقوال کے خلاف ہو یا کسی دوسرے شرعی اصول سے ٹکراتا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، بعض صوفیاء نے تفسیر میں اس قسم کے اسرار ونکات بیان کرنے شروع کئے تھے، لیکن امت کے محققین نے انہیں قابل اعتبار نہیں سمجھا، کیونکہ قرآن وسنت اور شریعت کے بنیادی اصولوں کے خلاف کسی کی شخصی رائے ظاہر ہے کہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی (اتقان ج ۲ ص ۱۸۴) ماخوذ از مقدمہ معارف القرآن بتغیر

درسِ حدیث

مفتی محمد یونس

اسلام کی بنیاد

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآاِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیه ازمشکوۃ ص ۱۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا (بخاری ومسلم)

تشریح: اس حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے اسلام کے بنیادی ارکان کو روزمرہ دیکھی جانے والی ایک سادہ سی مثال دے کر سمجھا دیا، ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح اپنے ماحول میں تم روزمرہ اپنا مکان دیکھتے ہو اس میں چھت ہوتی ہے، ستون ہوتے ہیں، درودیوار ہوتے ہیں اور یہ مجموعہ مل کر ہی تمہارا مکان کہلاتا ہے پھر اس مکان کی کوئی بنیاد بھی ضرور ہوتی ہے جس پر یہ مکان قائم ہوتا ہے پھر عجیب بات ہے کہ اتنا بڑا عظیم الشان مکان تو آنکھوں سے نظر بھی آتا ہے مگر وہ بنیاد جس پر اتنی بڑی عمارت قائم ہوتی ہے کہیں نظر نہیں آتی، وہ زمین کے نیچے ہوتی ہے اسی طرح اسلام کو سمجھ لو وہ بھی ایک مجموعہ کا نام ہے اس کے بھی اجزاء ہیں اس کی بھی ایک بنیاد ہے پھر اس کے اجزاء میں بھی ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ تمہارے مکان کے اجزاء میں۔ ہر جزء مکان کے لئے یکساں ضروری نہیں ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ مکان کی بقاء کے لئے جس قدر ستونوں کی ضرورت ہے اتنی طاق، روشندان اور نقش ونگار کی نہیں اسی طرح یہاں ارکانِ خمسہ (پانچ ارکان) اسلام کے بنیادی اصول ہیں جن کے بغیر اسلام کا کارخانہ قائم نہیں رہ سکتا پھر ان ارکان میں باہمی فرق ہے تصدیق قلبی بھی اہم ترین جزء ہے اسے مکان کی بنیاد کی مثال سمجھئے جس طرح وہ زمین میں مدفون ہوتی ہے اسی طرح یہ دل میں پوشیدہ رہتی ہے ارکان خمسہ کی یہ مضبوط تعمیر اس پوشیدہ تصدیق پر قائم رہ سکتی ہے (بحوالہ ترجمان السنہ ج ا ص ۵۸۰)

اس حدیث سے یہ تو سب ہی نے سمجھا کہ پانچ ارکان اور اسلام کا وہ رشتہ ہے جو ایک مکان اور ستونوں کا ہوتا ہے مگر اس تشبیہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جس طرح ستونوں نے پورے مکان کو سنبھالا ہوا ہوتا ہے اسی طرح ایک دوسرے کو بھی سہارا دیئے ہوئے ہوتے ہیں، اگر سب ستون موجود ہوں تو پورے مکان کا وزن اپنے درمیان تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی ایک نہیں ہوتا تو اس کے حصے کا وزن بھی بقیہ ستونوں پر آپڑتا ہے جس کی وجہ سے مکان اور ستونوں کے لئے بھی خطرہ پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ تو ظاہری ستونوں کا حال ہے، دین کے ارکان کا باہمی ربط اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان میں ایسا معنوی ربط ہے کہ ایک گویا دوسرے کا حصہ ہے ایک کے ادا کرنے سے دوسرے کی توفیق ہوتی ہے اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرے سے بھی محرومی حصے میں آتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح ایک مکان کے لئے ستون ضروری ہیں اسی طرح اسلام کے لئے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا ادا کرنا ضروری ہے اور جس طرح کسی مکان کے بعض ستون گر جانے سے اس کے اور ستونوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اسی طرح کسی اسلامی رکن کے چھوڑنے سے بقیہ ارکان کو بھی نقصان ہوتا ہے۔ ارکان اسلام کے باہمی ربط کا اندازہ قرآن وحدیث میں غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے قرآن میں نماز اور زکوٰۃ کا تذکرہ اکثر آیات میں ایک ہی جگہ ملتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسی باہمی ربط کے پیش نظر فرماتے ہیں ''من لم یزک فلاصلوٰۃ لہ'' (جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی قبول نہیں) (بحوالہ ترجمان السنہ ج ا ص ۵۸۶ و ۵۸۷)

اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے تمام ارکان ہی حسب موقع ادا کرنے چاہئیں کیونکہ ایک کی ادائیگی سے دوسرے کی توفیق ہوتی ہے اور ایک کے چھوڑنے سے دوسرا بھی ناقص رہتا ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہم لوگوں سے کامل مسلمان بننے کا ہے ادھورا مسلمان بننے کا نہیں اور کامل نجات بھی کامل مسلمان بننے پر موقوف ہے ناقص مسلمان بننے پر کامل نجات کا وعدہ نہیں ہے۔

قارئین کرام

اس رسالہ کا خود بھی بغور مطالعہ فرمائیں اور اس کے بعد اپنے دوسرے اہل خانہ اور احباب کو بھی اس سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کریں اور اس کو دینی مضامین کی عظمت واحترام کی وجہ سے ردی کی نظر ہونے سے بچائیں نیز ماہنامہ التبلیغ کے لئے ہم آپ کی قیمتی آراء کے منتظر ومحتاج ہیں، لہٰذا اپنی آراء اور مشوروں سے ہمیں مطلع فرمائیں

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

عالمِ اسلام کے موجودہ حالات اور برڈ فلو

وعدۂ غلبہ ہے مؤمن کے لئے قرآن میں پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

اس وقت پورے عالمِ اسلام کو جن حالات کا سامنا ہے اور جو خطرات درپیش ہیں وہ شاید دنیا کے کسی حصہ میں رہنے والے مسلمان سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہیں۔

مقبوضہ کشمیر سے لے کر فلسطین تک اور افغانستان سے لے کر عراق تک، چیچنیا سے لے کر بوسینیا تک جہاں کہیں بھی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے۔ مسلم خواتین کی عزتیں پامال کی جارہی ہیں ان کی جائیدادیں، مکانات اور املاک تباہ کی جارہی ہیں، دشمنوں کی طرف سے مسلمانوں کے ملک میں داخل ہوکر لوٹ مار کا جو بازار گرم ہے، مسلم رہنماؤں پر ان کے ملک کی زمین جو تنگ کی جارہی ہے، مساجد اور عبادت خانوں میں داخل ہوکر ان کی جو بے حرمتی کی جارہی ہے، اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل لاکر آپس میں جس طرح دست وگریبان کیا جارہا ہے، بے شمار مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو جس انداز سے زندہ درگور کیا جارہا ہے، اور وہ لاکھوں افراد جو ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء سے معذور ہوکر نیم زندگی کی کش مکش میں مبتلاء ہیں۔ یہ سب اور اس جیسی دوسری چیزیں وہ ہیں جن کی ہزاروں سال پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہ صرف پیشین گوئی سنادی تھی بلکہ ان حالات کے حقیقی اسباب اور وجوہات کی بھی نشاندہی فرمادی تھی لیکن ان اسباب اور عوامل میں غور کرنے کے بجائے عام مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ یک طرفہ طور پر کفار اور مشرکین کو موردالزام ٹھہرارہے ہیں۔ رات ودن ان کی عام اور نجی مجلسیں کافروں کو لعن وطعن اور برا بھلا کہنے سے پُر ہیں۔ اس کے برعکس ایک طبقہ مسلمانوں کا وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مایوسی یا پھر اسلام کی حقانیت وصداقت کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات دل ودماغ میں گردش کرنے لگے ہیں۔

ہمارے ذرائع ابلاغ خصوصاً اخباروں میں آئے دن بلکہ ہر روز ایسے بیانات اور خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں مخصوص کافر حکمرانوں کو مختلف طریقوں سے موردالزام ٹھہرانے کی کوشش اور ان کی مسلمانوں کے بارے میں ہونے والی سازشوں کو منظرعام پر لانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس سے زیادہ تعجب خیز

بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک اہل علم بڑے طبقہ کا کردار بھی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام میں بیان کردہ پیشین گوئیوں کی طرف متوجہ کرنے اور مسلمانوں کی حالتِ زار کی اصلاح کی طرف توجہ مبذول کرانے کے بجائے عام مسلمانوں کے طرزِ عمل سے کچھ مختلف نہیں۔ان حالات میں یہی عرض کیا جا سکتا ہے ؎ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

بے شک دشمنانِ اسلام کی سازشوں اور ان کے حربوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور اسلام اور مسلمانوں پر ان کی طرف سے پیش کئے جانے والے شکوک وشبہات اور اعتراضات کا جواب دینا نیز مسلمانوں کو ظاہری اسباب کے درجہ میں ردِعمل اور حکمت عملی سے روشناس کرانا بھی اپنی جگہ بہت اہم اور وقت کی ضرورت ہے لیکن ساری صلاحیتوں کا رُخ اسی طرف پھیر دینا اور قرآن وحدیث میں بیان کردہ حقیقی واصلی اسباب اور عوامل سے آنکھیں بند کر لینا دین اسلام کے تقاضوں کے خلاف ہے لہٰذا ہمیں سب سے پہلے قرآن وحدیث میں اپنے مسائل ومصائب کے حقیقی اسباب اور حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے یوں تو قرآن مجید اور فرقانِ حمید میں بے شمار مقامات پر مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے مثالوں اور رونما ہونے ہونے والے واقعات سنا کر درسِ عبرت دیا گیا ہے۔لیکن اس وقت ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو موجودہ حالات کے تناظر میں قرآن مجید میں ذکر کردہ ایک خاص واقعہ سے عبرت پکڑنے اور راہ نجات حاصل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔جو واقعہ ہم بیان کرنے جا رہے ہیں یہ اگرچہ قومِ بنی اسرائیل کا واقعہ ہے لیکن ہمارے لئے اس میں سبق ہے اور عبرت کا سامان ہے اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کے عین مطابق ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے قرآن مجید میں اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۞ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰـهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۞ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۞ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۞ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا (سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیات ۴تا۷)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں (پہلے ہی) صاف صاف یہ بات بتادی تھی کہ تم

Idara Ghufran

زمین میں دو بار فساد برپا کرو گے، اور بڑی سخت سرکشی مچاؤ گے۔ پھر جب ان دو مرتبہ میں سے پہلی بار (سزا) کا مقرر وقت آئے گا۔ ہم تمہارے اوپر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو سخت جنگ جو ہوں گے، پھر وہ (تمہارے شہروں، مسجدوں اور) گھروں میں گھس پڑیں گے اور قتل وغارت گری اور لوٹ مار کریں گے اور یہ (ہماری طرف سے تمہارے فساد اور سرکشی کی سزا میں) ایک وعدہ ہے جو ضرور (پورا) ہو کر رہے گا، پھر ہم (تمہارے نادم وتائب اور اصلاحِ احوال ہونے پر) اُن پر تمہارا غلبہ کر دیں گے، اور مال اور نرینہ اولاد کے ذریعہ سے تمہاری مدد کریں گے۔ اور ہم (دشمن کے مقابلہ میں) تمہاری تعداد (اور نفری) میں اضافہ کر دیں گے، اگر تم نیک اعمال کرو گے (فساد وسرکشی جیسی بداعمالیوں سے بچو گے) تو اس کا نفع تمہاری ذات کو ہی پہونچے گا، اور اگر بداعمالیوں میں مبتلا ہو گے تو اس کا وبال بھی تمہاری ذات پر لوٹے گا، پھر جب (ان دو بار میں سے دوسری اور) آخری بار (سزا) کا مقررہ وقت آئے گا (تو ہم پھر دوسروں کو تمہارے اوپر مسلط کر دیں گے) تاکہ وہ (مار مار کر اور ذلیل ورسوا کر کے) تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں، اور جس طرح پہلی مرتبہ مسجد میں گھسے تھے (اسی طرح دوسری مرتبہ بھی) گھس پڑیں اور جس جس (فرد اور چیز) پر ان کا (بس اور) زور چلے سب کو برباد (اور تباہ) کر ڈالیں (اور اس بات کی) امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے اوپر (پھر توبہ اور گناہوں سے بچنے کے نتیجہ میں) رحم فرمادے اور اگر تم پھر وہی (پہلے کی طرح شرارت اور سرکشی والی) حرکتیں کرو گے تو ہم بھی وہی پہلا سلوک کریں گے

تشریح: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل قوم کا حال بیان فرمایا ہے کہ ان کو پیشین گوئی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ فرما دیا تھا کہ تم اپنی زمین میں دو مرتبہ فساد اور سرکشی اختیار کرو گے، دوسروں پر ظلم وزیادتی اور فسق وفجور کا بازار گرم کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ پھیر لو گے اور تکبر میں مبتلا ہو جاؤ گے اور دونوں مرتبہ ہم تمہارے اوپر تمہاری اس بدعملی کی وجہ سے اپنے ایسے بندوں کو مسلط کر دیں گے جو تم کو قتل کریں گے اور تمہیں تہس نہس کر کے رکھ دیں گے، تم کو قید کریں گے اور غلام بنائیں گے، اور ہر طرح سے تمہاری اہانت، تذلیل اور تحقیر کریں گے، تمہیں رسوا کریں گے، اور اس جسمانی تکلیف کے ساتھ ساتھ تمہاری مسجدوں اور عبادت گاہوں میں بھی گھس جائیں گے اور بے حرمتی کریں گے یہ پہلے ہی اسی لئے بتا دیا تھا کہ شاید ہوش آجائے اور فساد سے باز رہیں لیکن وہی ہوا کہ انہوں نے زمین

میں فساد کیا اور سرکشی اختیار کی اور کتاب اللہ کے احکام سے پہلو تہی کی اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے نہیں بچے، اور یہاں تک انتہاء کر دی کہ امت کے صلحاء اور اولیاء بلکہ انبیاء علیہم السلام تک کو قتل کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا ہولناک وخطرناک عذاب مسلط کیا کہ ان کی دنیا وآخرت دونوں ہی تباہ وبرباد ہوئیں۔ اس واقعہ سے ہمیں جو سبق اور عبرت حاصل ہوتی ہے وہ بالکل ظاہر ہے، اسی کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چند اشعار میں اس طرح بیان فرمایا ہے ۔

بشنوید اے دوستان ایں داستان　　خود حقیقت نقد حال ماست آں

اے دوستو! یہ داستان سنو جو درحقیقت ہماری موجودہ حالت کے مطابق ہے

نقد حال خویش راگرپئے بریم　　ہم زدنیا ہم زعقبٰی برخوریم

اگر ہم اپنی موجودہ حالت میں غور وفکر کرتے رہا کریں۔ تو دونوں جہانوں کا نفع ہم کو حاصل ہو۔

ایں حقیقت راشنو از گوشِ دل　　تابروں آئی بکلی زآب وگل

اس واقعہ کو دل کی گہرائیوں سے سنو۔ تاکہ دنیوی مصیبتوں اور پریشانیوں سے مکمل نجات پاجاؤ

فہم گرد آرید جانرادہ دہید　　بعدازاں از شوق پادر رہ نہید

اپنی سمجھ کو یکسو اور دل کو متوجہ کرو پھر ذوق وشوق کے ساتھ راہ میں قدم رکھو

آج یہ امت پھر اسی سرکشی اور فساد کے المیہ سے دوچار ہے جو بنی اسرائیل کے لئے اس دردناک عذاب اور ذلت کا باعث بنی تھی، چنانچہ اللہ کی زمین پر سرکشی اور فساد کے المناک مناظر کی بھرمار ہے ہر طرف لوٹ مار بے حیائی، فحاشی، گانے بجانے کے آلات، دھوکہ دہی، ملاوٹ، ناپ وتول میں کمی، رشوت، سود، نمازوں کا ضیاع اور دین کے ساتھ استہزاء تک نوبت پہنچ چکی ہے اور اس امت کے علماء وصلحاء کو بے دردی کے ساتھ قتل کرنے اور ان کی بے حرمتی کرنے اور ان کی نصائح وہدایات سے پہلو تہی اختیار کرنے کے واقعات کی بھی کثرت ہے۔ جس کے نتیجے میں پوری دنیا میں مسلمانوں اور ان کے ممالک کے ساتھ کفار کا جو سلوک ہو رہا ہے وہ بالکل واضح ہے، اگر ہم ذلت اور رسوائی کے اس عذاب کو اپنے اوپر سے دور کرنا چاہتے ہیں تو سوائے اس کے کوئی اور راستہ نہیں جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں بیان فرمایا ہے:۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا

یعنی: (اور اس بات کی) امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے اوپر (پھر توبہ اور گناہوں سے بچنے کے نتیجہ میں) رحم فرمادے اور اگر تم پھر وہی (شرارت اور سرکشی والی) حرکتیں کرو گے تو ہم بھی وہی پہلا سلوک کریں گے“

برڈفلو: ہماری بداعمالیوں کی پاداش کے نتیجے میں صرف خود ہم لوگ ہی متاثر اور وبال وعذاب کا شکار نہیں بلکہ جانوروں تک ہماری بداعمالیوں کے اثرات پہنچ چکے ہیں چنانچہ اس وقت پوری دنیا میں مرغی کے اندر نزلہ کے وبائی وائرس (برڈ فلو) کے تیزی سے پھیلنے کا چرچا ہے اور اس پر مختلف قسم کے تبصرے روزمرہ ذرائع ابلاغ کی زینت بنے ہوئے ہیں متعدد ماہرین کی طرف سے اس موضوع پر مثبت ومنفی اور اقرار وانکار کی فضاء پیدا ہونے کی وجہ سے عوام سخت اضطراب وبے چینی کا شکار ہیں۔ اور ان حالات میں لوگ دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں ایک طبقہ تو وہ ہے جس نے مرغی بلکہ انڈوں تک کو ہاتھ لگانا چھوڑ دیا ہے اور اس کے استعمال کو زہرِ قاتل سے کم تصور نہیں کر رکھا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے مدت بعد مرغی اور انڈوں کے استعمال کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرنے کے لئے مرغی اور انڈے کی قیمتیں غیر معمولی حد تک گر جانے سے فائدہ اٹھانا شروع کیا ہے اور صرف پیٹ ہی نہیں گھروں میں رکھے ہوئے فریج اور ڈیفریزروں میں بھی ذخیرہ اندوزی شروع کر دی ہے۔ دنیا کے مختلف ماہرین اس مرض کی تحقیق وتفتیش اور اس کے ازالہ کی فکر میں مصروف ہیں۔ اور اس کے لئے بھاری رقوم فراہم کر کے اس کے لئے مستقل ادارے قائم کئے جارہے ہیں اور اس بارے میں منعقد ہونے والی کانفرسوں کا سلسلہ اس کے علاوہ ہے۔ کئی ملکوں نے دوسرے ممالک سے مرغیوں کی آمد پر پابندی عائد کر دی ہے برڈ فلو وائرس کی غیر معمولی شہرت کی وجہ سے پولٹری صنعت کو تاریخی نقصان اور خسارے کا سامنا ہے اور ماہرین کی اس بارے میں پیشین گوئیاں اس سلسلہ میں بڑی تبدیلی اور انقلاب کی کہانیاں سنا رہی ہیں، سرتوڑ کوششوں کے باوجود دنیا کے بڑے بڑے ماہرین کا اس بارے میں تاحال اتفاق نہیں ہوسکا ہے اور اختلاف وانتشار کی فضاء مناظرہ بلکہ مجادلہ کا نمونہ پیش کر رہی ہے لیکن قدرت کی اس بے آواز لاٹھی کی طرف کوئی متوجہ ہونے کے لئے تیار نہیں جس نے اس پوری کائنات کو وجود بخشا اور صحت وبیماری سمیت تمام منفی ومثبت حالات کی تخلیق فرمائی۔

چودہ سو سال پہلے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہ سبق انسانیت کو دے دیا تھا کہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِی عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (سورہ روم آیت نمبر ۴۱)

یعنی خشکی اور تری (پوری دنیا) میں لوگوں کی (بد) اعمالیوں کے سبب بلائیں (اور وبائیں) پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ (لوگوں کو) ان کے بعض (برے) اعمال (کی سزا) کا مزہ چکھا دے۔ تاکہ لوگ اپنی (بد) اعمالیوں سے باز آجائیں (سورہ روم)

اللہ رب العزت کے اس واضح ارشاد سے معلوم ہوا کہ خشکی اور تری میں بلائیں اور وبائیں انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ نفع بخش چیزوں کا نفع کم اور نقصان زیادہ ہو جاتا ہے چیزوں کی برکت مٹ جاتی ہے اور مختلف قسم کے حادثات، واقعات رونما ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہوں کے اثرات صرف انسانوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کی وجہ سے خشکی اور تری کی دوسری مخلوقات اور حیوان بھی متأثر ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے علماء کرام کی تحقیق کے مطابق انسانوں کی بداعمالیوں سے متأثر ہونے والی دوسری مخلوق اور جانور بھی قیامت کے دن گناہگار انسانوں کے خلاف دعویٰ کریں گے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہے: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (سورہ شوریٰ آیت نمبر ۳۰) یعنی تمہیں جو بھی مصیبت پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں (کی بداعمالیوں) کے سبب سے ہے۔ اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتے ہیں

یہاں جن آفات ومصائب کو گناہوں کا سبب قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ آفات ومصائب ہیں جو پوری دنیا یا پورے شہر اور بستی پر عام ہو جائیں عام انسان اور یہاں تک کہ جانور بھی ان کے اثرات سے نہ بچ سکیں۔ ظاہر ہے کہ برڈ فلو ہو یا کوئی بھی دوسری عام آفت یا وباء اس کا حقیقی واصلی سبب گناہوں کا عام ہو جانا ہے لہٰذا مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اس سلسلہ میں سب سے پہلی ذمہ داری تو خود پولٹری سے تعلق رکھنے والے شعبوں کے ذمہ داران کی ہے جس میں پولٹری صنعت کار اور مرغی فروش بھی داخل ہیں جو مختلف جرائم اور گناہوں کا ارتکاب کر کے عذابِ الٰہی کو عوت دیتے ہیں چنانچہ مرغی اور انڈوں کی من مانی قیمت چڑھا کر اور مصنوعی قلت پیدا کر کے لوگوں سے بے جا نفع وصول کرنے اور ان کو پریشان کرنے سمیت ناپ تول میں کمی کا مرض اور دیسی اور فارمی مرغی اور انڈوں میں غلط بیانی اور دھوکہ دہی کی بیماری ان لوگوں کی طرف سے عموماً سامنے آتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ مرغیوں کے ساتھ بے دردی کا سلوک اور ظالمانہ برتاؤ بھی اس نعمت سے فائدہ کم ہو جانے یا بالکلیہ اس سے محرومی کا سبب ہے جس کے مناظر مرغیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے لے کر ذبح ہونے تک کے مختلف مراحل میں سامنے آتے رہتے ہیں۔

اگر انسانوں کی ان روحانی بیماریوں (یعنی ظلم وستم اور گناہوں) کا وبال مرغیوں کی جسمانی بیماریوں کی شکل میں ظاہر ہو تو یہ قدرت کی طرف سے کوئی بعید بات نہیں اور خود ان بے زبان مظلوم مرغیوں کی خاموش بددعا سے ظالموں پر قدرت کی طرف سے کسی وبال کا مسلط ہو جانا بھی فطرت کے عین مطابق ہے

پھر درجہ بدرجہ معاشرے میں پھیلے ہوئے دوسرے گناہ خاص طور پر جو اس وقت معاشرہ کا لازمی حصہ بن گئے ہیں اور شاید ہی کوئی گھرانہ ایسا ہو جوان سے خالی ہو مثلاً گانا بجانا، بے حیائی فحاشی ،تصویر سازی، حرام، چوری، ڈکیتی، ملاوٹ وغیرہ وغیرہ بھی اس قسم کے وبائی امراض کا سبب ہیں۔لہٰذا خصوصاً پولٹری شعبے سے منسلک افراد اور عموماً تمام مسلمانوں کو ہر قسم کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے کی ضرورت ہے۔تاکہ اس قسم کی ناگہانی اور وبائی آفتوں سے حفاظت رہے۔محمد رضوان۔۵ محرم ۱۴۲۵ھ۔ادارہ غفران، راولپنڈی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦

ماہِ صفر میں نحوست کا عقیدہ

زمانۂ جاہلیت میں ماہِ صفر کے متعلق بکثرت مصیبتیں اور بلائیں نازل ہونے کا اعتقاد رکھا جاتا تھا۔ اور آج مذہبی لوگوں نے بھی اس مہینہ کو مصیبتوں اور آفتوں سے بھرپور قرار دیا ہے حتیٰ کہ لاکھوں کے حساب سے آفات اور بلیات کے نازل ہونے کی تعداد بھی نقل کردی ہے اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ (نعوذ باللہ تعالیٰ) جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو بھی اس مہینہ میں مُبتلاءِ مصیبت ہونا قرار دیا ہے اور پھر خود ہی انہوں نے ان مصیبتوں سے بچنے کے طریقے بھی ذکر کردیئے ہیں۔یہ سب منگھڑت اور اپنی طرف سے بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کی قرآن وحدیث ،صحابہ وتابعین ،ائمہ مجتہدین اور سلفِ صالحین میں سے کسی سے بھی کوئی صحیح سند نہیں کیونکہ قرآن وسنت کی رو سے بنیادی طور پر خود نحوست اور اس مہینہ میں مصیبتوں اور آفتوں کا نازل ہونا ہی باطل ہے بلکہ یہ جاہلیت کا ایجاد کردہ نظریہ ہے تو اس پر جو بنیاد بھی رکھی جائے گی وہ یقیناً باطل اور غلط ہی ہوگی۔ رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے صاف اور واضح ارشادات کے ذریعے زمانۂ جاہلیت کے توہمات اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام باطل خیالات اور صفر کے متعلق وجود میں آنے والے تمام نظریات کی تردید اور نفی فرمادی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زمانۂ جاہلیت میں جن جن طریقوں سے نحوست، بدفالی اور بدشگونی لی جاتی تھی ان سب کی بھی مکمل طور پر نفی اور تمام مسلمانوں کو اس قسم کے توہمات سے بچنے کی تاکید فرمادی ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات۔ مرتب: مفتی محمد رضوان صاحب)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

پتنگ بازی اور بسنت

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آج مسلم قوم دین اور اسلام سے دوری کے جس موڑ پر کھڑی ہے اس کی حقیقت کا گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو شاید آج ہمیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی بھی جرائت نہ ہو ۔ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود آج ہمارے معاشرے میں بہت سے ایسے رواج اور رسمیں ایجاد ہوگئی ہیں کہ جو نہ صرف آخرت کے اعتبار سے نقصان دہ اور گناہ ہیں بلکہ دنیا کے اعتبار سے بھی تباہ کن اور مہلک ہیں لیکن ہماری قوم ان رسموں میں اس طرح منہمک ہے کہ کسی طرح چھوڑنے کے لئے تیار نہیں خواہ ان کی خاطر کتنا ہی مال اور قیمتی اوقات ضائع نہ کرنے پڑیں اور کتنی ہی جان کیوں نہ کھپانی پڑے اور دین سے بھی محرومی ہو اور اس شعر کا مصداق ہی کیوں نہ بن جائے ۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ۔ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔

یوں تو مسلم قوم آج بے شمار معصیتوں اور گناہوں، منکرات وفواحش اور بے ہودہ رسوم ورواج میں مبتلاء ہے ان سب کو شمار کرنے کے لئے بڑے دفتر درکار ہیں۔ ہمارے معاشرے کی ان گندی اور گھناؤنی رسموں میں سے ایک رسم بسنت کی رسم یا بسنت کا تہوار ہے، جس میں آج ہماری قوم اپنی جان، مال، وقت اور تن، من دھن کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کر رہی بلکہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ یہ غیروں کا نہیں ہمارا تہوار ہے۔

بسنت کی ابتداء اصلاً تو ہندوؤں کی طرف سے ایک خاص موقعہ پر ہوئی تھی (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) اور قیام پاکستان سے پہلے بسنت کو عام سطح پر بھی ہندوؤں کا ہی تہوار سمجھا جاتا تھا، لیکن دیکھا دیکھی سادہ لوح مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ دیدہ دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اس رسم کو اپنانا شروع کر دیا۔ پہلے تو یہ رسم صرف لاہور شہر ہی تک محدود تھی، لیکن بڑھتے بڑھتے اب اس رسم کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ پاکستان کے ہر بڑے شہر میں عمومی اور اجتماعی سطح پر منانا شروع کر دیا گیا ہے (آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟) اب صورتِ حال یہ ہے کہ بسنت کی تاریخ کا اعلان کرنے اور دیگر انتظامی امور انجام دینے کے لئے ملکی اور شہری سطح پر باقاعدہ اس کے لئے کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں، بڑے بڑے نام نہاد دانشور، سیاست دان، کھلاڑی، طلبہ، طالبات، صحافی، فلمی وغیر فلمی اداکار، موسیقی کے فنکار، مرد، عورتیں، امیر وغریب، چھوٹے

بڑے بلاتفریق سب ہی بڑھ چڑھ کر کسی نہ کسی حیثیت سے اس میں حصہ لیتے ہیں اپنے آپ کو ماڈرن کہلانے اور جدت پسند ظاہر کرنے کا مؤثر ذریعہ سمجھتے ہیں امیر گھرانوں کی خواتین، سیاست دان اور بیوروکریٹ شراب وکباب کی محفلیں سجا کر اہتمام کے ساتھ اس کا جشن مناتے ہیں، اس رسم میں شرکت کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر کیا جاتا ہے، ایک دوسرے کی دعوتیں کی جاتی ہیں، بلکہ اس کے لئے باقاعدہ دعوت نامے جاری کئے جاتے ہیں بڑے بڑے ہوٹلوں کی چھتیں اس کے لئے بک کرائی جاتی ہیں اور کئی کئی دن پہلے گڈیوں کی خرید وفروخت کے لئے پتنگ فروشوں کی دوکانوں کے چکر لگانا شروع کر دیئے جاتے ہیں جہاں ہر قسم کی رنگ برنگی اور نت نئی چھوٹی بڑی پتنگوں اور گڈیوں کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے، جن میں اعلیٰ، درمیانی اور ادنیٰ درجہ اور ہر طرح کی پتنگیں اور گڈیاں دستیاب ہوتی ہیں، بعض تو انسانی قد وقامت سے اونچی، مہنگی ترین گڈیوں کو ترجیح دی جاتی ہے انہیں خریدنے اور نہ بیچنے کو کوئی گناہ سمجھتا ہے اور نہ اڑانے اور لوٹنے کو بلکہ اس کو خوشی منانے اور عید کی طرح کا ایک تہوار اور اپنی شان وشوکت بڑھانے کا ایک مہذب طریقہ سمجھا جاتا ہے، بسنت کی رات میں اس قدر روشنی کا انتظام واہتمام کیا جاتا ہے کہ دن کا سماں محسوس ہوتا ہے، بڑے بڑے ڈیکوں کے ذریعہ موسیقی اور گانوں کی آواز سے ساری رات علاقہ کی فضاء کو مسموم کر دیا جاتا ہے، لاؤڈ اسپیکر، آتش بازی، فائرنگ بگل شنکھ اور وہ کاٹا کے نعروں سے کان پڑی سنائی نہیں دیتی، اونچی اونچی کئی منزلہ عمارتوں کی چھتوں پر چڑھ کر پتنگ بازی کا مقابلہ ہوتا ہے جس کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں اور دیگر عمارتوں کی چھتوں کو پہلے سے بک کرالیا جاتا ہے، پھر اس مقابلہ پر جوا لگایا جاتا ہے اور کھلے آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی جاتی ہے، عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع اور بے پردگی کا بازار گرم ہوتا ہے، مختلف قسم کے رنگوں نقشوں اور گڈی پر بنی ہوئی تصاویر وغیرہ کے ذریعہ عشق بازی کے مراسم اور تعلقات کو ہوا دی جاتی ہے۔ بعض اوقات اشتعال انگیز جملوں سے لڑائی اور قتل وغارت گری تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے جدید ترین اسلحہ کے استعمال اور اندھا دھند فائرنگ سے مریضوں بوڑھوں اور بچوں کو تکلیف پہنچنا تو درکنار کئی موتیں تک واقع ہو جاتی ہیں یا بہت سے لوگ زخمی ہو جاتے ہیں کٹی ہوئی گڈیاں اور ڈور لوٹنے کے چکر میں کئی انسانوں کی جانیں یا اعضاء ضائع ہو جاتے ہیں، اور راستوں، گزرگاہوں پر ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے بعض بچے بلند وبالا عمارتوں کی چھتوں سے گر کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا سخت زخمی ہو کر ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتے ہیں، پتنگ میں استعمال ہونے والی تیز ترین (پلاسٹک، لوہے کی تار یا دھاگے کی) ڈور سے

انسانی اعضاء کٹ جاتے ہیں، بجلی کے تاروں سے ٹرانسفارمر جل جاتے ہیں اور پورا علاقہ اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے مسجدوں میں وضواور گھروں میں پانی کے لئے شدید مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں، بار بار بجلی کے جھٹکوں سے لوگوں کے بلب پنکھے، موٹریں، فریج بلب اور دیگر مشینریاں وآلات جل جاتے ہیں، بجلی کی فراہمی بند ہونے سے کئی مریض آپریشن تھیٹر میں ادھوری حالت میں دم توڑ جاتے ہیں شوروغل کی وجہ سے مسجدوں اور گھروں میں نماز پڑھنا اور ذکر وتلاوت کرنا محال ہوجاتا ہے، گھروں میں بوڑھوں، بچوں اور بیماروں کو آرام کرنا اور سونا دوبھر ہوجاتا ہے، ان تمام خرابیوں کے باوجود ذرائع ابلاغ بڑھ چڑھ کر اس کھیل کی پذیرائی میں حصہ لیتے ہیں، مثلاً یہ کہ ''بسنت روایتی جذبے اور عقیدت واحترام کے ساتھ منایا گیا'' وغیرہ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ عقیدت واحترام کا اس سے کیا تعلق ہے؟

نماز روزے سے زیادہ اہتمام: زیادہ تر بسنت کی رسم میں پیش پیش وہ لوگ نظر آتے ہیں جنہیں نہ تو نماز کی پابندی کی توفیق ہوتی اور نہ ہی دوسرے فرائض ادا کرنے کی، ان کے پاس نہ تو صدقہ خیرات کی گنجائش نظر آتی اور نہ ہی کسی غریب کے نان وشبینہ کا انتظام کرنے کی، نہ زکوٰۃ کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی اور نہ ہی صدقۂ فطر نکالنے کی ہزاروں بندگان خدا نماز، روزہ کی نعمت سے محروم ہیں زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی ادا نہیں کرتے، غریب نان وشبینہ تک کے محتاج ہیں مگر بسنت کی وباء سے نہیں بچاتے۔

نماز روزے کے پابند ہوکر بھی اس رسم میں مبتلاء ہیں: بعض لوگ ایسے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو نماز روزے کی پابندی بھی کرتے ہیں بلکہ حج بھی کیے ہوئے ہوتے ہیں اور عمر کے اعتبار سے بھی بزرگ معلوم ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بسنت کی رسم میں مبتلاء ہیں، اس رسم کو انجام دینے سے نہ ان کے نماز روزے میں خلل واقع ہوتا اور نہ ہی حج ان کے لئے رکاوٹ بنتا اور نہ ہی ان کا صورت اور شکل کے اعتبار سے بزرگ یا صاحبِ اولاد ہونا ان کے لئے شرم کا باعث ہوتا بلکہ کچھ منچلے تو ایسے بھی سننے میں آئے ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر اس رسم کو انجام دیتے ہیں گویا کہ اس کا مصداق بن جاتے ہیں ۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبے گئے۔

شب بیداری: جن لوگوں کو عمر بھر بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ایک رات جاگنے کی توفیق نہیں ہوتی یہی لوگ بسنت کے موقع پر پوری پوری رات کھلے آسمان تلے گرمی اور سردی کی پرواہ کئے بغیر جاگ کر اور قیام کر کے گزار دیتے ہیں، ان لوگوں کو اس موقع پر نہ سردی کا خوف ہوتا اور نہ گرمی کا، نہ کمزوری اور بیماری کا اور نہ ہی کسی قسم کی مصروفیت کا، مگر جب اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کا معاملہ آتا ہے تو یہی لوگ مختلف قسم کے

مذکورہ حیلے بہانے پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

بسنت کی مروجہ رسم میں کئی بڑے بڑے گناہ اور حرام چیزیں جمع ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں

✹ **کھیل تماشا اور غفلت:** بسنت اور پتنگ بازی ایک ایسا کھیل اور تماشا ہے جس میں بہت زیادہ انہماک اور غفلت پائی جاتی ہے اور قرآن وحدیث میں جگہ جگہ ایسی چیزوں کی ممانعت آئی ہے اور ان کو مشرکوں کا طرزِ عمل بتلایا گیا ہے، اور بہت سی قوموں پر اسی کھیل کود کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سخت عذاب بھی نازل کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو سورہ اعراف آیت نمبر ۹۸) کھیل کود کو زندگی کا مقصد بنانا کسی حال میں درست نہیں، ایسا کرنا انفرادی اور اجتماعی سطح پر دنیا وآخرت کے خسارے کو دعوت دیتا ہے، غفلت کو قرآن مجید میں جوئے اور شراب کے حرام ہونے کی علت اور وجہ بتلائی گئی ہے۔

✹ **بسنت کی رسم ایک نئی ایجاد:** اس رسم کا قرآن وحدیث اور خیر القرون کے دور میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، کسی صحابی، تابعی، یا تبع تابعی نے اس رسم کو انجام نہیں دیا بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہے، اس کو عید کے اسلامی تہواروں کی طرح سمجھنا سراسر دین میں زیادتی اور بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے (کما فی الحدیث)

✹ **بسنت غیر اسلامی تہوار:** تاریخی حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بسنت بنیادی طور پر ہندوؤں اور غیر مسلموں کا تہوار تھا اور مسلمانوں کا اس سے دور کا بھی کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا گذشتہ دوسو سالوں میں ہندو اِسے لاہور میں حقیقتِ رائے نامی شخص کا یومِ شہادت کے طور پر مناتے تھے، اس تہوار کا آغاز ہندوؤں کی طرف سے نبی ﷺ اور فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کی یاد میں ہوا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: (۱) پنجاب آخری مغل دور حکومت (Punjab Under the later last Mughals) مصنف: ہندو مورخ جناب ڈاکٹر ایس۔بی نجار (Dr.S.B. Nijjar) (۲) تاریخ گوردوارہ شہید گنج، مصنف: گیانی خزان سنگھ سابق لیکچرار اورینٹل کالج لاہور (۳) **ٹرانسفر میشن آف سکھ ازم**، مصنف: ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ (۴) کتاب الہند، مصنف: علامہ ابو ریحان البیرونی (۵) تفصیلی حوالہ جات کے لئے دیکھئے ''بسنت کیا ہے'' مطبوعہ: دارالافتاء والارشاد: ناظم آباد کراچی)

اسلامی نقطۂ نظر سے ہرگز گستاخِ رسول ﷺ کو شہید کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ افسوس کا مقام ہے کہ دشمنانِ اسلام کے تہوار کے لئے نام نہاد مسلمانوں نے بسنت کے نام پر اپنے تن من دھن کی قربانی لگا رکھی ہے ،غور کرنا چاہئے کہ حشر کے دن بسنت منانے اور اس میں تعاون کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے حدیث شریف میں ہے۔ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے شمار

Iqra Ghufran

ہوگا (ابوداؤد، مسند احمد، طبرانی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کافروں پر شرط لگادی تھی کہ وہ اپنی عیدوں اور تہواروں کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس فیصلہ میں ان کے ساتھ تھے، جب اتنی شدت ہے کہ خود غیر مسلموں کو اسلامی مملکت میں اس کے اظہار کی اجازت نہیں تو خود مسلمانوں کا اس میں شریک ہونا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نہ عجمی بولو نہ عید کے دن ان کے گرجوں میں جاؤ کیونکہ ان پر اللہ کا غیظ وغضب نازل ہوتا ہے (بیہقی) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: جو عجم میں رہا سہا، اور کافروں کے تہواروں کو مناتا رہا اور ان کی نقل کرتا رہا، یہاں تک کہ اسی حال میں فوت ہوگیا تو وہ قیامت کے دن انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں ہے کہ: ''اِجتَنِبُوا اَعدَآءَ اللّٰہِ فِی عِیدِھِم'' یعنی اللہ کے دشمنوں کی عیدوں سے بچو (بیہقی) پتنگ بازوں اور بسنت منانے والوں کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔

بعض لوگ مروجہ بسنت کے بارے میں مختلف تاویلات کرتے ہیں مثلاً یہ کہ اس تہوار کا ہندوؤں کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں یا یہ کہ ہندوؤں کے ہاں اس کے ساتھ دوسرے کام بھی کئے جاتے ہیں اور ہم وہ کام نہیں کرتے، یا یہ کہ اب یہ ہندوؤں کا تہوار نہیں رہا بلکہ مسلمانوں کا تہوار بن گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی تاویلات کا جواب بھی اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوگیا دراصل یہ تاویلات بھی صرف اپنے آپ کو تسلی دینے اور اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے لئے ہیں اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان تاویلات کو پیش کرکے نجات ممکن نہیں۔

✵ **سیٹی اور تالی بجانا:** بسنت کے موقع پر دوسرے ہنگاموں کے ساتھ بار بار سیٹی اور تالیاں بجا کر مزید اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دی جاتی ہے، سیٹی اور تالی بجانے کو قرآن مجید میں مشرکوں کی عبادت قرار دیا گیا ہے (سورہ انفال آیت ۳۵)

✵ **مال ودولت کا ضیاع:** بسنت کی رسم میں پیسے کا بے جا اسراف ہے، ہر سال اس بے ہودہ رسم پر لاکھوں، کروڑوں روپیہ برباد کردیا جاتا ہے، اچھے سے اچھے کاغذ اور زیب وزینت اور بڑے بڑے سائز والی گڈیوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، بعض گڈیاں پانچ، پانچ، چھ، چھ سو روپے اور اس سے زیادہ قیمت کی بھی ہوتی ہیں اسی طرح ڈور بھی مہنگی ہوتی ہے اور اسپیشل طور پر باہر کے ملکوں (خاص طور پر ہندوستان) سے برآمد کی جاتی ہے بسنت کی ایک رات میں بجلی کی بہت بڑی مقدار خرچ ہوجاتی ہے اور اس سے ملک وملت کی کوئی ترقی ظاہر نہیں ہوتی کئی مقامات پر بجلی کے ٹرانسفارمر جل جاتے ہیں جو کہ سراسر فضول خرچی ہے

اور فضول خرچی حرام ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے۔

بے شک بے موقع (مال و دولت) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (بنی اسرائیل آیت ۲۷ پ ۱۵)

معلوم ہوا کہ فضول خرچی کا گناہ کرنے والے ان گناہوں میں شیاطین کے دوست اور تابعدار ہیں اور خطرہ ہے کہ فضول خرچی کرنے والے جہنم میں شیاطین کے ہمراہ اوران کے ساتھی ہوں (العیاذ باللہ) (روح المعانی) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن مال کے بارے میں سوال ہونے سے پہلے اپنی جگہ سے قدم نہیں ہٹ سکیں گے (صحیح مسلم) لاکھوں روپیہ ضائع ہوکر ردی کی نظر ہوجاتا ہے نہ کوئی دین کا فائدہ ہوتا بلکہ الٹا نقصان ہی ہوتا ہے اور نہ دنیا کا کوئی فائدہ۔اگر یہی رقم غریبوں، مسکینوں، ناداروں، دینی مدرسوں اور جہاد پر خرچ کی جائے تو کتنے تنگدست گھرانے خوشحال ہوجائیں، بیمار تندرست ہوجائیں، روزی کے محتاج برسرِ روزگار ہوجائیں، جاہل علم کی دولت سے بہرہ ور ہوجائیں مجاہدینِ اسلام کے جہاد کے سامان کا انتظام ہوجائے، اور مظلوم مسلمان ظلم وستم سے نجات حاصل کرلیں۔

✹ **جان کا ضیاع:** پتنگ بازی اور خاص طور پر بسنت کے موقع پر بے شمار قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے، چھت سے نیچے گر کر مرنے یا ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء ناکارہ اور ضائع ہونے کے واقعات کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، پتنگ میں استعمال ہونے والی اور تانبے ودھات کی تیز ترین ڈور سے ذبح ہوکر یا بجلی کا کرنٹ لگ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور ہمیشہ کے لئے معذور ہوجانے والے افراد اس کے علاوہ ہیں، اسی طرح پتنگ اور ڈور لوٹنے کے دوران ٹریفک حادثات اور ایکسیڈنٹ سے کئی افراد اور بچے فوت یا زخمی ہوجاتے ہیں اور اپنے اختیار سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا یا کوئی ایسا کام کرنا جو ہلاکت کا سبب بنے ایک طرح سے خودکشی کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۵) ترجمہ: یعنی اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

اس کے برعکس پتنگ بازی کی خاطر فوت ہوجانے والے کے بارے میں منچلوں کا دعویٰ یہ ہے کہ ''عاشق نے جان کا نذرانہ پیش کردیا'' تف ہے ان لوگوں کی گندی سوچ پر کیونکہ جان کا نذرانہ وقربانی تو اللہ تعالیٰ کے راستہ اور جہاد میں پیش کی جاتی ہے نہ کہ ہندوؤں کے مذہبی تہواروں پر، یہ دعویٰ تو دیوی اور دیوتاؤں کے پجاری کافر بھی اپنی دیوی اور دیوتاؤں کے نام پر بھینٹ چڑھانے کے بارے میں یہی دعویٰ کرتے ہیں جان کے نذرانے اور خودکشی کے درمیان اصل فیصلہ قیامت کے دن ہی ہوگا دوسری طرف یہی منچلے

لوگ عیدالاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی کو فضول خرچی قرار دیتے اور اس سے جان چراتے نظر آتے ہیں۔

✹ وقت کا ضیاع: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بہت تھوڑے وقت کے لئے ایک خاص مقصد کے لئے بھیجا ہے انسان کا اصلی سرمایہ اور رأس المال خود اس کا وقت ہے اور دنیا آخرت کی کھیتی ہے پتنگ اور بسنت بازوں کا وقت جس بے دردی اور بے فکری کے ساتھ ضائع اور برباد ہوتا ہے اس کا اندازہ پوری طرح قیامت کے روز ہی ہوگا جس دن ایک ایک لمحہ کا حساب ہو رہا ہوگا اور فضول وقت ضائع کرنے والوں کو حسرت اور کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

✹ جمعہ کی بے حرمتی: عموماً چھٹی کا دن سمجھ کر جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن پتنگ اڑانے اور خاص کر بسنت منانے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور عین جمعہ کی نماز کے وقت بھی بسنت کی ہنگامہ آرائی جاری رہتی ہے یہ اور بھی غضب ناک بات ہے جمعہ کا دن اور اس کی رات تو اسلام میں عبادت کے لئے مخصوص تھے مگر ان لفنگوں اور ملنگوں نے اس کا یہ حق ادا کیا کہ عبادت کی جگہ کافروں اور ہندوؤں کے تہوار کو دے دی، کیا قیامت کے روز اپنے مسلمان ہونے کا یہی ثبوت پیش کیا جائے گا؟ بعض لوگ عید کے دن پتنگ اڑاتے ہیں، یہ بھی گناہ در گناہ والا عمل ہے۔

✹ ایذاءِ مسلم: بسنت منانے والے پڑوسیوں اور اہلِ علاقہ کے لوگوں کو تکلیف اور ایذاء پہنچانے کا بھی باعث ہوتے ہیں، ہوائی فائرنگ، موسیقی، نعرہ بازی، شور و شغب اور غیر ضروری روشنی کی وجہ سے بعض خواتین و حضرات پریشان اور نیند و آرام سے محروم رہتے ہیں، مریضوں کو آرام اور عبادت کرنے والوں کو اپنی عبادت میں خلل آتا ہے اور بے پردگی کی وجہ سے بعض لوگوں کو اپنے گھریلو معاملات میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، مسافروں اور راہگیروں کو اپنی منزل تک پہنچنے میں دشواری پیش آتی ہے اور کسی مسلمان کو بے جا تکلیف پہنچانا اسلام کی رو سے سخت گناہ کی بات ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ صحیح مسلمان وہی ہے جس کی زبان، ہاتھ (اور دوسرے اعضاء) سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

✹ حق تلفی: پتنگ اور بسنت باز بغیر اجازت کے جہاں چاہیں چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں اور کسی دوسرے مسلمان کی اجازت کے بغیر اس کی چھت یا دیوار پر چڑھنا جائز نہیں، جس سے بعض اوقات دوسروں کے گھروں میں بھی نظر پڑتی ہے یہ مستقل گناہ ہے۔ پتنگ اڑانے والوں میں سے ہر ایک کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کی پتنگ کو کاٹ کر اس کو نقصان پہنچائے اسی طرح دوسروں کی پتنگ کو لوٹنے اور ڈور وغیرہ حاصل کرنے کا بھی معاملہ ہے، اور یہ تمام چیزیں دوسرے کی جانی یا مالی حق تلفی میں داخل اور گناہ ہیں۔

بے پردگی و بدنظری: بسنت کے موقع پر عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے اور بے پردگی، بدنظری اور بے حیائی کا گناہ عام ہوتا ہے جس کو حدیث میں آنکھوں کا زنا بتلایا گیا ہے (مسند احمد، مشکوٰۃ) اور بدنظری کرنے والوں کے بارے میں یہ وعید سنائی گئی ہے کہ ان کی آنکھوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا (الزواجر) اور بدنظری میں مبتلا ہونے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی وعید بتلائی گئی ہے (بیہقی، مشکوٰۃ) ہر مسلمان بخوبی واقف ہے کہ نامحرم عورت یا مرد کو بلا کسی شدید شرعی ضرورت کے دیکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں بے راہ روی کی پہلی بنیاد نامحرموں کو دیکھنا ہے جس انسان کو نت نئی عورتوں کو مختلف انداز میں دیکھنے کی چاٹ لگ جاتی ہے وہ انسان رفتہ رفتہ تباہی کے راستہ پر نکل جاتا ہے۔

آتش بازی: بسنت کے موقع پر آتش بازی کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے آتش بازی کی رسم بھی بنیادی طور پر ہندوؤں کے مذہب سے لی گئی ہے، پھر اس کی زد میں آ کر بے شمار بچے اور بڑے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاتے ہیں، اور قوم کا جو پیسہ برباد ہوتا ہے وہ الگ ہے، یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں اس میں اپنے مال کا ضائع کرنا ہے اور بیجا اسراف ہے، جو دنیا و آخرت میں خسارے کا ذریعہ ہے۔

موسیقی: بسنت کے موقعہ پر بے ہودہ اور لچر موسیقی اور گانے بجانے کے مناظر سامنے آتے ہیں، بسنت باز پورے علاقہ اور فضاء کو موسیقی اور گانوں کی ملعون و مبغوض اور شیطانی آواز سے مکدر کر دیتے ہیں پتنگ اور بسنت کے موضوع پر مستقل گانے تیار کئے جا چکے ہیں اور اس موقع پر خاص قسم کا باجا ''بگل'' زیادہ استعمال کیا جاتا ہے جو کہ خاص ہندوؤں کی تہذیب اور مذہب کا حصہ ہے کیونکہ ان کے ہاں خاص موقعوں پر عبادت سمجھ کر اس کو بجایا جاتا ہے جس سے ایسا سماں ہوتا ہے کہ جو شاید کافروں کے تہواروں پر بھی نہ ہوتا ہو پھر اس کے ساتھ ساتھ ڈانس اور بھنگڑے ڈال کر رہی سہی کسر بھی پوری کر دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے .... غنا اور باجا دل میں اس طرح نفاق اُگاتا ہے جیسا کہ پانی سبزے کو اُگاتا ہے (ابوداؤد، بیہقی) ایک حدیث میں گانے بجانے کو شیطانی آواز بتلایا گیا ہے (ابن کثیر) اور راگ باجوں کی آواز کو ملعون قرار دیا گیا ہے (بزار، بیہقی) اور گانے کو زنا کا منتر بتایا گیا ہے (تلبیس ابلیس) اور یہ وعید سنائی گئی ہے کہ راگ باجوں کا عام ہو جانا مصیبت اور عذابِ الٰہی کا باعث ہے (جامع)

تصویر کا گناہ: بہت سی پتنگوں میں مختلف جانوروں یا انسانوں کی تصویریں ہوتی ہیں، جن میں بہت سی تصویریں عریاں اور نیم عریاں اور فحش انداز کی ہوتی ہیں، اللہ کی پناہ! ذرا سوچئے ایک تو خود پتنگ بازی

اور بسنت کا گناہ پھر تصویر کا گناہ کس قدر غضبناک بات ہے، ان تصاویر کا کھینچنا، بنانا، چھاپنا، دیکھنا، پسند کرنا یہ سب چیزیں گناہ ہیں۔

✹ **مقابلہ بازی:** عموماً بسنت منانے والوں میں آپس میں اعلیٰ سے اعلیٰ پتنگیں اڑانے کا مقابلہ ہوتا ہے ہر شخص اس گناہ میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ اس کی زیادہ سے زیادہ تعریف ہو، گناہوں میں مقابلہ کرنا اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور دوڑ لگانا کیسے جائز ہوسکتا ہے اور پھر اس گناہ پر فخر، دکھلاوا اور بڑائی اس گناہ کی سنگینی کو اور بڑھا دیتا ہے۔

✹ **بسنتی اور تحفہ تحائف:** آج کل بعض لوگوں میں بسنت کے موقع پر ایک دوسرے کو تحفہ تحائف کا بھی نذرانہ پیش کیا جاتا ہے جس کو بسنتی کا نام دیا جاتا ہے اس موقع پر تحفہ تحائف پیش کرنا ایمان شکن معاملہ ہے

✹ **حکومت، والدین اور سرپرستوں کی مجرمانہ غفلت:** شریعت کی طرف سے خصوصاً والدین اور سرپرستوں پر یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال اور ماتحت افراد کو گناہوں سے روکنے اور ان کی اصلاح کا اہتمام کریں بطور خاص حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بزور طاقت گناہوں سے لوگوں کو باز رکھے، کیونکہ قیامت کے روز ان کے بارے میں بھی سوال اور کوتاہی پائے جانے پر مؤاخذہ ہوگا۔ بہت سے لوگ خود تو بڑے دین دار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند نظر آتے اور دوسرے گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ بسنت اور پتنگ بازی سے بھی پرہیز کرتے اور اس عمل کو گناہ بھی سمجھتے ہیں لیکن ان کی اولاد یا ماتحت افراد پتنگ بازی اور بسنت کی لعنت میں گرفتار ہیں، مگر ان کو اس لعنت سے بچانے کی فکر نہیں، بلکہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو اس رسم کے لئے رقم فراہم کرتے ہیں یا ان کے لئے اس رسم کو پورا کرنے کے واسطے راہ ہموار کرتے ہیں اور بہت سے حکومت کے ذمہ داران خود اس رسم میں نہ صرف شریک ہوتے ہیں بلکہ اس کی سرپرستی بھی کرتے ہیں یہ اور بھی خطرناک ہے۔

✹ **بسنت میلہ دیکھنا:** بسنت کے موقع پر بے شمار گناہ اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام ہو رہے ہوتے ہیں اور گناہ کے مواقع پر جانا یا اس میں کسی قسم کی شرکت کرنا بھی گناہ ہے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر ایسی بستیوں کے کھنڈرات پر ہوا جن پر عذاب آیا تھا، حضور ﷺ نے اپنے سر مبارک پر چادر ڈال لی اور سواری کو بہت تیز چلا کر اس مقام سے جلدی سے گزر گئے، جب سیدُ الاولین والآخرین، غضب والی جگہ سے بچنے کا اتنا اہتمام فرماتے تھے تو عوام کا کیا حشر ہوگا، سوچنا چاہئے کہ گناہوں کی وجہ سے اس وقت کوئی عذاب آ گیا تو کیا نظارہ دیکھنے والے اس عذاب سے بچ جائیں گے؟ جس طرح

عبادت کو دیکھنا عبادت ہے اسی طرح گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے اس کے علاوہ گناہ کے مواقع پر شریک ہونے سے گناہ گاروں کی رونق بڑھتی ہے اوران کی رونق بڑھانا گناہ ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی قوم کی رونق کو بڑھایا وہ انہی میں سے شمار ہوگا اور جو کسی قوم کے عمل سے خوش اور راضی ہوا تو وہ بھی اس عمل کرنے والی قوم کے ساتھ شمار ہوگا (دیلمی، جمع الجوامع، فتاوٰی عزیزی ص ۱۸۶) بسنت میلے میں شریک ہونے میں اس رسم منانے والوں کے ساتھ تشبہ ہے، اور تشبہ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اسی میں شمار ہوگا (ابوداؤد، مسند احمد) لہٰذا بسنت اور پتنگ بازی کے میلوں میں شریک ہونا جائز نہیں۔

✵ **بسنت منانے اور پتنگ بنانے کے لئے جگہ فراہم کرنا:** بعض لوگ پتنگ سازوں اور پتنگ فروشوں کو اپنی دوکان و مکان وغیرہ کرایہ پر دیتے ہیں، یہ بھی شریعت کی نظر میں گناہ ہے کیونکہ اس میں گناہ کا تعاون پایا جاتا ہے اور گناہ کا تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔ بعض لوگ خاص بسنت منانے کے لئے بڑے بڑے ہوٹلوں اور عمارتوں کی چھتیں یا کھلی جگہیں کرایہ پر فراہم کرتے ہیں اس کا گناہ ہونا بھی واضح ہے۔

✵ **پتنگ بنانا اور اس کی خرید وفروخت:** کیونکہ پتنگ و بسنت بازی ناجائز ہے اس لئے پتنگ کا بنانا اور بیچنا بھی ناجائز ہے اور اس کو بیچ کر جو پیسہ کمایا ہو وہ بھی ناجائز ہے۔ حلال آمدنی کے حق تعالیٰ نے دوسرے بے شمار ذرائع پیدا فرمائے ہیں ان سب کو چھوڑ کر اس کو اختیار کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ہماری محنت کی کمائی ہے یہ کیسے ناجائز ہوسکتی ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ یہ شبہ تو ہر ناجائز محنت کرنے والا کرسکتا ہے جیسا کہ ایک چور نے کہا تھا کہ صاحب ہم تو زیادہ محنت کرتے ہیں وہ اس طرح کہ لوگ رات کو میٹھی نیند سوتے ہیں مگر ہم راحت اور نیند کو قربان کر کے روزی کا انتظام کرتے ہیں۔

✵ **چند تاویلات اور حیلے:** اخیر میں اس رسم کے شوقین لوگوں کی طرف سے اپنے جواز کے لئے پیش کردہ چند تاویلات پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے ✵ بعض حلقوں سے یہ آواز سننے میں آتی رہتی ہے کہ موسم بہار کی آمد پر اظہارِ مسرت کی آزادی ہونی چاہئے کیونکہ موسم بہار قدرت کا نمونہ ہے لہٰذا یہ شکر کا ایک طریقہ ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ موسم بہار کی آمد کے موقع پر مسلمانوں کا اپنا کوئی انداز اور کھیل نہیں ہے اور ہندوؤں کا ہی کھیل اپنانا ضروری ہے تو ان لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس سے زیادہ بہتر بظاہر ہولی کا تہوار ہے کیونکہ اس میں صرف ایک دوسرے پر ''رنگ افشانی'' ہوتی ہے ایک دوسرے کے لباس اور جسم پر رنگ ڈال کر اظہار مسرت کیا جاتا ہے اس میں جانوں کا ضیاع نہیں صرف کپڑوں وغیرہ کا ضیاع ہوتا ہے

اور مادی اعتبار سے بھی ہولی کا کھیل پتنگ بازی سے زیادہ سستا اور آسان ہے۔ بسنت اور پتنگ بازی کے حامیوں کو اس سستے اور آسان کھیل کی افادیت اور فلسفہ کی بھی راہ نکالنی چاہئے، کیونکہ بھرم کھلنے اور دوقومی نظریہ پر وان چڑھانے کی اس سے بہتر صورت شاید کوئی اور میسر نہ آئے، مگر عقل کے ماروں اور خواہشات کے پجاریوں سے یہ بھی بعید نہیں ✹ پتنگ بازی کے جواز کے بارے میں کچھ لوگوں کو یہ فرماتے بھی سنا گیا ہے کہ صاحب اس کے ساتھ ہزاروں افراد کی روزی وابستہ ہے اگر اس پر پابندی عائد کردی گئی تو ہزاروں لوگ روزی سے محروم ہو جائیں گے لیکن یہ دلیل بھی بالکل لچر ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ جناب چوری ڈکیتی، جوے اور نشہ آور اشیاء سے لاکھوں افراد کی روزی چل رہی ہے اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں اگر اس کو شرعاً ناجائز اور قانوناً ممنوع اور جرم قرار دیا گیا تو بہت سے لوگ روزی سے محروم ہو جائیں گے ظاہر ہے کہ اس دلیل کو کوئی بھی عقلمند، سیاست اور قانون دان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا تو بسنت جیسی رسم کو جو کہ اجتماعی طور پر معاشرے کے لئے مہلک اور ملک وملت کے لئے سخت نقصان دہ ہے کیسے روزی وابستہ ہونے کا ذریعہ خیال کیا جارہا ہے۔ پھر حکومت کی طرف سے ہر جائز کاروبار اور ذریعۂ معاش پر ٹیکس عائد کرنے میں بڑی مستعدی اور بہادری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہیں جنرل ٹیکس، کہیں ویلتھ اور پراپرٹی ٹیکس کہیں دوسرے قسم کے ٹیکس تو اگر حکومت پتنگ فروشوں اور پتنگ بازوں کے مہنگے کاروبار پر بھی مخصوص ٹیکس عائد کردے تو ملک کے ذخائر میں کافی اضافہ ہو کر ملک وملت کا اجتماعی بھلا ہو سکتا ہے اس کو آزما کر دیکھ لیا جائے جلد ہی بہتر نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے ✹ بعض مہربانِ قوم کو یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ ''بسنت موسمی تہوار ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں'' تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں ایسے لمحات بھی آنے شروع ہو گئے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اسلام تو ایک جامع دستور اور پوری زندگی کا جامع لائحہ عمل اور نصب العین پیش کرتا ہے، اسلام دوسرے مذہبوں کی طرح کوئی جز وقتی اور محدود مذہب نہیں، افسوس کہ ہم اپنے آفاقی مذہب کو جامع نظریۂ حیات سمجھنے سے بھی قاصر ہیں، کیا انہیں آقائے دوجہاں کا یہ فرمان یاد نہیں کہ ہمارے مذہبی تہوار صرف دو ہیں ایک عید الاضحیٰ دوسرے عید الفطر ✹ بعض لوگ یہاں تک بھی کہہ دیتے ہیں کہ بسنت آج کے دور میں ہماری تہذیب وثقافت اور کلچر کا حصہ بن گیا ہے حالانکہ غیر قوموں اور مسلمانوں کی تہذیب وثقافت بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو فہم سلیم عطا فرمائیں۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧✦

مقالات ومضامین

محمد یونس

رشوت اوراس کی مروجہ صورتیں

(قسط نمبر ۱)

ہمارے معاشرے میں جو گناہ بہت زیادہ عام ہو چکے ہیں اور جن کا ارتکاب کرنے والوں کا ایک بڑا طبقہ ان گناہوں کو چھوڑنا تو درکنار ان کو گناہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہے بلکہ مختلف حیلے بہانے کر کے ان کو جائز باور کرانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے ان میں سے ایک بڑا گناہ رشوت ہے۔

رشوت انسانی سوسائٹی کا وہ بدترین مہلک مرض ہے جو معاشرہ کی رگوں میں زہریلے خون کی طرح سرایت کر کے سارے انسانی نظام کو اندر سے کھوکھلا اور تباہ کر دیتا ہے یہ ایک ایسا نظام ہے جو ظالم کو پناہ دیتا ہے اور مظلوم کو جبراً ظلم برداشت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے، رشوت حق وصداقت اور امانت ودیانت کی راہ سے انسان کو بھٹکا دیتی ہے اور انسان کو ڈھیٹ بے شرم، ضمیر فروش اور طوطا چشم بنا دیتی ہے، رشوت کی وجہ سے نظام حکومت مفلوج ہو جاتا ہے۔

رشوت ایک ایسا گناہ ہے جس کے گناہ ہونے پر ساری دنیا متفق ہے دنیا کا کوئی مذہب کوئی مکتب فکر یا انسانوں کا کوئی ایسا طبقہ نہیں ملے گا جو رشوت کو بدترین جرم یا گناہ نہ سمجھتا ہو

ذیل میں قرآن وسنت کی روشنی میں رشوت کی حرمت، اس کے مفہوم، اس کی اقسام، اور اس کی مروجہ صورتوں کے بارے میں چند ضروری باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

رشوت قرآن کی نظر میں

قرآن مجید نے انسانی زندگی کے تزکیہ اور اس کی تعمیر کے سلسلہ میں جو ہدایات اپنے ماننے والوں کو دی ہیں ان میں سے ایک اہم ہدایت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے لین دین کے معاملات میں پورے پاکباز ہوں۔ اور اپنی روزی صرف جائز اور پاک ذریعوں سے حاصل کریں۔ کسی ناجائز طریقہ سے ایک پیسہ بھی نہ کمائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَاتَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْابِهَآاِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْافَرِيْقًامِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۸)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ اڑاؤ، اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ جس سے لوگوں کے مال کا ایک حصہ تم گناہ سے کھا جاؤ۔ درانحالیکہ تم جان رہے ہو۔

تشریح: اس آیت میں ناجائز کمائی کی ممانعت کے لئے ایسا وسیع اور عام عنوان اختیار کیا گیا ہے جس میں کمائی کے سارے ہی ناجائز طریقے خواہ پرانے ہوں یا نئے ممنوع اور حرام ہو گئے۔

لَا تَاْکُلُوْا: قرآن مجید کے الفاظ میں اگر چہ صراحتاً کھانے کی ممانعت مذکور ہے لیکن مراد اس جگہ صرف کھانا ہی نہیں بلکہ عام استعمال کرنا ہے۔ خواہ کھا پی کر یا پہن کر یا دوسرے طریقہ کے استعمال سے۔ مگر محاورات میں ان سب قسم کے استعمالوں کو کھالینا ہی بولا جاتا ہے کہ فلاں آدمی فلاں کا مال کھا گیا۔ اگر چہ وہ مال کھانے پینے کے لائق نہ ہو۔ اور یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر اس مال کو کھایا نہ جائے بلکہ کسی اور مصرف میں استعمال کر لیا جائے تو وہ جائز ہو جائے گا۔

اَمْوَالَکُمْ: آیت میں اَمْوَالَکُمْ کا لفظ قرآن کی بلاغت کا ایک عظیم شاہکار ہے اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تم کسی دوسرے کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو تو یہ غور کرو کہ دوسرے شخص کو بھی اپنے مال سے ایسی ہی محبت اور تعلق ہو گا جیسا کہ تمہیں اپنے مال سے ہے۔ اگر وہ تمہارے مال میں ایسا ناجائز تصرف کرتا تو تمہیں جو دکھ پہنچتا۔ اس کا اس وقت بھی ایسا ہی احساس کرو کہ گویا وہ تمہارا مال ہے۔ اس کے علاوہ اشارہ اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک شخص دوسرے کے مال میں کوئی ناجائز تصرف کرتا ہے تو اس کا فطری نتیجہ یہ ہے کہ اگر یہ رسم چل پڑی تو دوسرے اس کے مال میں ایسا ہی تصرف کریں گے۔ اس حیثیت سے کسی شخص کے مال میں ناجائز تصرف درحقیقت اپنے مال میں ناجائز تصرف کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے۔

غور کیجئے اشیاء ضرورت میں ملاوٹ کی رسم چل جائے، کوئی گھی میں تیل یا چربی ملا کر زائد پیسے حاصل کرے تو اس کو جب دودھ خریدنے کی ضرورت پڑے گی۔ دودھ والا اس میں پانی ملا دے گا۔ مسالہ کی ضرورت ہو گی اس میں ملاوٹ ہو گی۔ دوا کی ضرورت ہو گی اس میں بھی یہی منظر سامنے آئے گا۔ تو جتنے پیسے ایک شخص نے ملاوٹ کر کے زائد حاصل کر لیئے۔ دوسرا آدمی وہ پیسے اس کی جیب سے نکال لیتا ہے۔ یہ بیوقوف اپنی جگہ پیسوں کی زیادتی شمار کر کے خوش ہوتا ہے مگر انجام نہیں دیکھتا کہ اس کے پاس کیا رہا تو جو کوئی دوسرے کے مال کو غلط طریقے سے حاصل کرتا ہے۔ درحقیقت وہ اپنے مال کے ناجائز تصرف کا دروازہ کھولتا ہے (معارف القرآن ج۱ص۴۰۳)

بِالْبَاطِلِ: تفسیر روح المعانی میں ہے باطل سے مراد حرام اور ہر وہ چیز جس کے لینے کی اجازت شریعت نے نہیں دی۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ مال (حلال) بھی باطل کے حکم میں آتا ہے جو اس مال کے مالک سے اس کی خوش دلی کے بغیر حاصل کیا جائے۔ جیسے مساجد و مدارس یا کسی اور ضرورت کے لئے عام لوگوں کے سامنے کسی کو شرمندہ کر کے چندہ وصول کرنا جس میں دل سے راضی نہ ہونے کے باوجود شرما حضوری کی وجہ سے کوئی چندہ دے یا مالک اسے خوشی سے دے رہا ہو لیکن شریعت نے اس مد کو ناجائز قرار دیا ہو۔ جیسے سود اور رشوت کہ بظاہر دینے والا خوشی سے دیتا ہے مگر شریعت نے چونکہ اس کو ناجائز قرار دیا ہے اس لئے فقط دینے والے کی خوشی سے وہ مال حلال نہیں ہوگا۔

غرضیکہ اس ارشاد خداوندی کے الفاظ عام ہیں کہ باطل اور ناجائز طریقے سے کسی کا مال نہ کھاؤ۔ اس میں کسی کا مال غصب کر لینا بھی داخل ہے چوری اور ڈاکہ بھی جن میں دوسرے پر ظلم کر کے جبراً مال چھین لیا جاتا ہے۔ اور سود، جوا، رشوت، خیانت، دغا، فریب، حیلہ سازی، دھوکہ دہی، سودی لین دین اور تجارت کے وہ تمام طریقے بھی داخل ہیں جو شریعت کی رو سے جائز نہیں اگر چہ فریقین کی رضا مندی بھی ہو۔ جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال حاصل کر لینا۔ یا ایسی کمائی جس کو شریعت اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے اگر چہ اپنی جان کی محنت ہی سے حاصل کی گئی ہو وہ سب بھی حرام اور اکل بالباطل میں داخل ہیں

(معارف القرآن ج ۱ ص ۴۰۴ بتغیر)

یہاں تک آیت کریمہ کے پہلے جزء ''اکل بِالْبَاطِلِ'' یعنی ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کی تشریح تھی۔ جس میں دوسری صورتوں کے ساتھ رشوت بھی داخل ہے جیسا کہ مذکورہ بالا تشریحات اور تصریحات سے واضح اور ظاہر ہو چکا ہے۔ (جاری............)

زلزلہ کا عذاب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لئے کبھی عذاب زلزلہ کی شکل میں بھی آتا ہے۔ زلزلہ انسانوں کے لئے بہت بڑا عذاب اور بہت بڑی تباہی کا ذریعہ ہے۔ جس کی وجہ سے بڑے بڑے شہر اور علاقے تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، پوری پوری بستیوں کا نشان صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے، علاقے کی جغرافیائی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے، دنیا میں زلزلہ کی زد میں تباہ ہونے والے ایسے بہت سے آثارِ قدیمہ دریافت ہوئے ہیں جن کی اب نسلوں کا بھی نام و نشان باقی نہیں (ماخوذ از ''زلزلہ اور اس سے حفاظت'' مرتب: مفتی محمد رضوان صاحب)

مقالات ومضامین محمد امجد حسین

مسلمانوں کے شاندار ماضی کے درخشاں پہلو، روشن مستقبل کے لئے اپنے ماضی کی روایات کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے؟

یادِ عہدِ رفتہ

قسط (۲)

علم ہیئت جو حکمت وفلسفہ کا ایک مستقل حصہ ہے۔ مسلمانوں نے دیگر علوم وفنون کی طرح اس فن کی بھی پوری پوری آبیاری کی اور نت نئی تحقیقات سے اسے بام عروج تک پہنچایا۔ سلاطین اسلام نے اس میں خاص طور پر دلچسپی لی اور ماہرین فلکیات، ہیئت دانوں کی بھرپور سرپرستی کی اور اسلامی دنیا کے طول وعرض میں جابجا فلک بوس رصد گاہیں تعمیر کرائیں، سمرقند، مراغہ (آزربائیجان) بغداد، اندلس کی مشہور عالم رصدگاہیں مسلمانوں کی تاریخِ ہیئت کا روشن باب ہیں، سمرقند کی رصدگاہ کے کھنڈرات آج اکیسویں صدی میں بھی اسلامیوں کی تسخیر کائنات کے ذوق جنون کی گواہی دے رہی ہیں۔

وہ تارے جو تھے شرق میں لمعہ افگن — پہ تھا ان کی کرنوں سے تا غرب روشن
نوشتوں سے ہے جن کے اب تک مزیّن — کتب خانہ پیرس وروم ولندن
پڑا غلغلہ جن کا تھا کشوروں میں — وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں
سمرقند سے اندلس تک سراسر — انہیں کی رصدگاہیں تھیں جلوہ گستر
سواد مراغہ میں اورقاسیون پر — زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جن کی رصد کے یہ باقی نشان ہیں — وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں؟ (حالی مرحوم)

مسلمانوں کو فلکیات سے بہت زیادہ شغف اس وجہ سے بھی تھا کہ زمانی حسابات اور عبادات کا بہت بڑا نظام وابستہ ہے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ جیسے بنیادی فریضے اوقات کے ساتھ منضبط ہیں۔ اور زمانی حسابات کا مدار چاند سورج کی گردش پر ہے، اسی سے گردش لیل ونہار جاری ہے جس سے ماہ وایام اور سن وسال وجود پاتے ہیں، اوراس کے علاوہ قرآن مجید کی بیسیوں آیات اور احادیث میں چاند، سورج، ستاروں اور اجرام فلکی کی گردش وغیرہ کا مختلف پیراؤں میں ذکر فرمایا گیا ہے اور ان کے فوائد واغراض کی

طرف اشارہ کیا گیا ہے ان آیات کی تفسیر وتوضیح کے لئے بھی ان اجرام فلکی کے تحقیقی مطالعے ومشاہدے کی ضرورت تھی۔

اسی طرح علم ریاضی (Mathematics) اوراسی کی مختلف شاخوں جبر ومقابلہ، جیومیٹری وغیرہ کی تدوین، ترتیب اور تنقیح وتوضیح کے سلسلہ میں علمائے اسلام کی جومساعی اور خدمات ہیں وہ ایسی نہیں کہ دنیا ان کو فراموش کرسکے۔ اہل مغرب نے پچھلی ڈیڑھ، دوصدیوں میں انجینئرنگ میں جو کرشمے دکھائے ہیں اور فلک بوس عمارتوں میں پورے پورے شہر بسائے ہیں، یہ انہی ریاضیاتی تحقیقات وموشگافیوں کی مرہون منت ہیں جن کے مخطوطے سامراجی نوآبادیاتی تسلط کے سیاہ دور میں ایشیا سے روم، پیرس اور لندن کی لائبریریوں میں منتقل ہوئے، اور جن کو دانائے مشرق نے دیکھ کر یوں آنسو بہائے

حکومت کا تو کیا رونا وہ ایک عارضی شے تھی نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

علم جبر ومقابلہ پر اسلام میں جو اولین کتابیں لکھی گئیں ان میں مامونی عہد کے محمد بن موسیٰ خوارزمی کی محققانہ تصنیف سرفہرست ہے جو خود مامون الرشید عباسی کی فرمائش پر لکھی گئی یہ تصنیف اس قدر جامع ومرتب ہے کہ گو علمائے اسلام نے جبر ومقابلہ میں سینکڑوں نادر کتابیں لکھیں لیکن اصل مسائل میں اس سے زیادہ ترقی نہ کرسکے (ابن موسیٰ خوارزمی ہیئت کا بھی مسلمہ محقق اور ماہر فن تھا، اس نے وہ شہرہ آفاق زیچ (جنتری) تیار کی جس کی شہرت اور مقبولیت نے اپنی پیشہ وؤں کی زیچوں کا نام مٹادیا یہ زیچ دنیا کی تمام مستند زیچوں سے ماخوذ تھی) اس سلسلہ میں کرۂ ارض کی پیمائش بھی مسلمانوں کا ایک فقیدالمثال کارنامہ ہے۔ مؤرخین نے اس کی جو تفصیلات بیان کی ہیں ان کا کچھ خلاصہ یہاں ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔

مامون کے عہد میں موسیٰ بن شاکر کے تین بیٹوں، محمد، احمد اور حسن جو مامون کے مقرب اور فنون حکمت کی ترقی واشاعت میں مامون سے بھی کچھ زیادہ سرگرم تھے، مامون کے حکم پر انہوں نے بڑے بڑے ماہرین ہیئت کی ایک منتخب روزگار جماعت کو ساتھ لے کر سنجار کے وسیع صحرا اور ہموار میدان کو اس تجربہ کے لئے منتخب کیا، ان لوگوں نے پہلے ایک جگہ ٹھر کر آلات رصدیہ کے ذریعہ سے قطب شمالی کا ارتفاع معلوم کیا پھر وہاں ایک کھونٹی گاڑ دی اور ایک لمبی سی رسی اس میں باندھ کر ٹھیک شمال کی طرف چلے جہاں رسی ختم ہوگئی وہاں دوسری کھونٹی گاڑ دی اور اس میں ایک رسی باندھ کر شمالی سمت کو چلے اور ایک جگہ ٹھر کر رصد سے دیکھا تو قطب شمالی کا ارتفاع ایک درجہ بڑھ گیا تھا، اب جس قدر مسافت طے ہوئی تھی اس کی مساحت (پیمائش)

کی تو چھیاسٹھ (٦٦) میل اور ایک میل کا دو تہائی تھی اس سے نتیجہ نکالا کہ آسمان کے ہر ایک درجہ کے مقابل زمین کی سطح چھیاسٹھ میل اور ایک میل کا دو تہائی ہے پھر اسی مقام سے ٹھیک جنوب کی طرف چلے اور اس طرح رسیاں باندھتے گئے یہاں قطب شمالی کی اونچائی جانچی تو معلوم ہوا کہ ایک درجہ کم ہے اب اس طرح حساب لگایا کہ ایک درجہ کے مقابل زمین کی جو مسافت ٹھری تھی اس کو تین سو ساٹھ میں ضرب دیا کیونکہ آسمان کے درجے اسی قدر قرار دیے گئے ہیں اس حساب سے محیط زمین ۲۴ ہزار میل ٹھرا (ابن خلکان عنوان محمد بن موسیٰ بحوالہ المامون ص ۱۷۰) حالی مرحوم اس پر یوں نوحہ کناں ہیں۔

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میدان | فراہم ہوئے جس میں مساح دوران
کرہ کی مساحت کے پھیلائے سامان | ہوئی جزء سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آج تک نوحہ گر ہے | کہ عباسیوں کی سبھا وہ کدھر ہے

مساحت ارض کے ضمن میں فن جغرافیہ سے مسلمانوں کی دلچسپی کی بھی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

فن جغرافیہ (Geography) میں بھی عربوں کو تقدم کا شرف حاصل ہے، یونان وغیرہ کتابوں کے ترجمے کئے مگر وہ ناکافی تھے خود اس فن پر توجہ کی اپنے مشاہدات و تجربات سے اس کو وسیع المعلومات کیا، بطلیموس کی اغلاط کی تصحیح کی، متعدد شہروں کے عرض بلا اور طول بلد انہوں نے معلوم کئے، ساتویں صدی اور نویں صدی میں مسلمان تجار ایک طرف مشرق میں بری اور بحری راہوں سے چین پہونچے دوسری طرف جنوب میں انجبار اور افریقہ کے بعید ترین سواحل کا پتہ چلایا، مغرب میں بحر ظلمات کے کناروں تک جاپہونچے اور شمال میں روس کے اندر تک سرایت کر گئے، مسعودی مورخ نے مامون کے عہد کے عربی جغرافیہ نگاروں کی تصانیف کا مطالعہ کیا تھا چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

میں نے بہت سی کتابوں میں اقالیم (ممالک) کے لئے نقشے مختلف رنگوں میں دیکھے ہیں، اس موضوع پر جو بہترین کتاب میری نظر سے گزری ہے وہ مارینوس کا جغرافیہ ہے اور مامون الرشید کے عہد کے بہت سے ارباب فضل وکمال نے اس نقشہ کی تکمیل میں حصہ لیا تھا اس نقشہ میں دنیا، اس کے افلاک، اس کے سیاروں اس براعظم اور سمندر، آباد علاقے اور ویرانے مختلف اقوام کے ممالک اور شہر دکھلائے گئے ہیں (مروج الذہب)

بنی عباس کی خلافت کے زمانہ میں یاقوت بن عبداللہ الحموی مشرق میں سب سے بڑا جغرافیہ نویس تھا، اس کی کتب معجم البلدان حلب میں مکمل ہوئی، جو تاریخ اقوام ابن نوع انسان اور حیوانات و نباتات کی گراں قدر معلومات سے پر ہونے کی وجہ سے بجائے خود ایک انسائیکلوپیڈیا ہے (جاری............)

علم کے مینار

محمد امجد حسین

حضرت ابوذر غفاری اور ان کا سفر مکہ

گذشتہ شمارے میں بخاری شریف کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ایک حدیث کے لئے مہینہ بھر کے سفر کا تذکرہ ہوا تھا اسی سلسلہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بعثتِ نبوی کی تحقیق کے لئے سفر مکہ اور پھر مشرف بہ اسلام ہونا بھی ایک ایمان افروز واقعہ ہے، قارئین کی ضیافت طبع کے لئے پیش خدمت ہے ....(ادارہ)

بخاری شریف ہی میں چند ابواب، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق ہیں، مسلم شریف میں بھی ''فضائل ابی ذر'' کے عنوان سے ان کے اسلام لانے کے واقعہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

''جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کی بعثت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے یہ کہا کہ تم مکہ جاؤ اور ان صاحب کے بارے میں مجھے آ کر بتاؤ جن کا کہنا ہے کہ'' آسمانی خبریں میرے پاس آتی ہیں'' تم جا کر ان کی باتیں سننا اور پھر آ کر مجھے بتانا۔ القصہ انیس مکہ پہونچے، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات کو سنا اور پھر واپس آ کر اپنے بھائی ابوذر سے یوں کہا: میں نے انہیں اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کی ایسی باتوں کو سنا ہے جن کا شعر وشاعری سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں''

ابوذر بولے: میرے دل کی تشفی ابھی نہیں ہوئی (غالباً وہ آپ کے حالات وواقعات تفصیل کے ساتھ سننا چاہتے تھے، اور یہ اجمال ان کے لئے کافی وشافی نہ تھا) اس کے بعد خود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سفر کی تیاری کی، اور کچھ توشہ اور ایک پرانے مشکیزے میں پانی لے کر چل پڑے مکہ پہونچنے کے بعد مسجد حرام آئے اور نبی پاک ﷺ کو تلاش کرنے میں لگ گئے، لیکن ان کے لئے یہ تلاش وجستجو کا مرحلہ نہایت کٹھن ودشوار تھا، اس لئے کہ پہلے سے حضور کو دیکھا نہ تھا، اور کسی سے پوچھنا، اس وقت کے نازک حالات میں۔ مناسب نہ تھا، اس کش مکش میں تھے کہ رات آ گئی اور یہ وہیں پڑ گئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ لیا، اور سمجھ لیا کہ یہ کوئی پردیسی مسافر ہے، اس لئے وہ آپ کو اپنے گھر بلا کر لے گئے، لیکن دونوں میں سے کسی نے دوسرے سے کوئی گفتگو نہ کی۔

صبح ہوئی تو حضرت ابوذر اپنا توشہ و مشکیزہ لے کر پھر مسجد حرام آ گئے، اور دن بھر ان کی نگاہیں نبی پاک ﷺ کو تلاش کرتی رہیں، لیکن آپ کہیں نظر نہ آئے، شام ہوئی تو پھر اپنی جگہ لیٹ گئے، اتفاق سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے ان کو دیکھا تو دل میں سوچا کہ اس آدمی کو غالباً ابھی تک اپنا ٹھکانہ معلوم نہ ہو سکا۔

وہ ان کو اپنے ساتھ پھر لے گئے، مگر نہ انہوں نے ان سے کچھ پوچھا، اور نہ انہوں نے ان سے کچھ کہا: لیکن جب تیسرے روز بھی یہی واقعہ پیش آیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو اپنے ساتھ لے گئے تو انہوں نے ان سے کہا: ''کیا آپ مجھے اپنی تشریف آوری کا مقصد بتا سکتے ہیں؟.........انہوں نے کہا: اگر آپ مجھے یہ عہد و پیمان دیں کہ میری ضرور رہنمائی کریں گے، تو میں بتا سکتا ہوں!! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ فرمایا..........انہوں نے اپنا مدعا کہہ سنایا ،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک یہ بات حق ہے، اور وہ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حسن تدبیر

انہوں نے کہا کہ جب صبح ہو تو تم میرے پیچھے پیچھے چلنا، اگر میں کوئی خطرہ کی بات دیکھوں گا تو رک کر اس طرح کھڑا ہو جاؤں گا کہ دوسرا آدمی یہ سمجھے کہ شاید مجھے استنجاء کرنا ہو......(لیکن تم کچھ دور تک برابر چلتے رہنا، تا کہ دیکھنے والے یہ نہ سمجھیں کہ تم میرے ساتھ چل رہے ہو) .....جب میں آؤں، تو پھر اسی طرح پیچھے ہو لینا، اور جس مکان میں، میں داخل ہوں، اسی میں تم بھی آ جانا

صبح ہوتے ہی یہ ان کے پیچھے ہوئے، یہاں تک کہ جب وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ آپ کی خدمت مبارک میں پہنچ گئے، وہاں آپ کی باتیں سنیں اور فوراً ہی اسلام لے آئے (از.....صبر و استقامت کے پیکر)

Idara Ghufran

تذکرہ اولیاء

طارق محمود

تذکرہ اولیاء کے تحت اولیائے کرام اور بزرگان دین، صحابۂ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آمیز واقعات وحالات اوران کی تعلیمات وہدایات پیش کئے جائیں گے..............................(ادارہ)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ

(قسط نمبر۲)

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے فرمایا کہ سعید تم حدیث پڑھایا کرو تو آپ نے گھبرا کر فرمایا کہ ابن ام دھماء (سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ یعنی ام دھماء کے بیٹے) کو یہ مجال کہا کہ آپ کے کوفہ میں ہوتے ہوئے حدیث شریف پڑھا سکے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے عزیز! یہ تو تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم ہمارے سامنے درسِ حدیث دو تا کہ ہم تمہاری اچھی باتوں کی تائید اور خطاؤں کی اصلاح کیا کریں۔

علم وفضل: خصیف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء تابعین میں طلاق کے مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے سعید بن المسیب رحمہ اللہ تھے، اور حج کے احکام کو سب سے زیادہ جاننے والے حضرت عطاء رحمہ اللہ تھے، اور حرام وحلال کو سب سے زیادہ جاننے والے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تھے اور تفسیر کو سب سے زیادہ جاننے والے ابوالحاج مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ تھے، اوران تمام علوم کے جامع (یعنی سب سے زیادہ جاننے والے) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آخری عمر میں نابینا ہوگئے تو جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا آپ تعجب سے فرماتے کہ کیا ابن دھماء (سعید بن جبیر) کے ہوتے ہوئے مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو (طبقات ابن سعد ج۶ ص۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میراث سے متعلق ایک مسئلہ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے پاس جاؤ کہ وہ حساب میں مجھ سے زیادہ عالم ہیں اور میراث سے متعلق وہی مسئلہ بتائیں گے جو میں بتلاتا (طبقات ابن سعد)

Idara Ghufran

یہ دونوں واقعات درحقیقت سعید بن جبیر کے لئے آپ کے دونوں استادوں کی جانب سے آپ کو ان کا نائب ہونے اور صحیح قائم مقام ہونے پر واضح طور پر شاہد ہیں۔

آپ علم کا ایک ایسا سرچشمہ تھے کہ اس وقت کے تمام علماء آپ کے محتاج تھے، میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ سعید کا انتقال ایسے وقت میں ہوا کہ روئے زمین میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو علم میں ان کا محتاج نہ رہا ہو (ابن سعد ج۲ ص۱۸۶)

اسماعیل بن عبدالملک فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان میں ہمارے امام ہوتے تھے۔ ایک رات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پڑھتے تھے، اور دوسری رات زید بن ثابت اور تیسری رات کسی اور صحابی کی اسی طرح تمام رمضان ہر رات نئی قرأت ہوتی تھی۔

زہد وعبادت: مقسم بن ایوب فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رات کو اتنے روتے تھے کہ آپ کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ ایک رات قرآن مجید پڑھتے پڑھتے جب اس آیت ''وَاتَّقُوا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللهِ (سورہ بقرہ) ''ترجمہ: اور ڈرتے رہو اس دن سے کہ جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پر پہنچے تو بہت دیر تک اسے دہراتے رہے۔ حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ خشیت دل (خوف الٰہی) دل کے اس خوف اندیشہ کا نام ہے، جس کی موجودگی میں انسان اپنے رب کی ناراضگی سے دور ہو جاتا ہے (یعنی گناہوں سے بچتا ہے) اور ایسا کیوں نہ ہو کہ علم صحیح کی پہچان بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اِنَّمَا یَخْشَی اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء ''ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی صحیح طرح اس سے ڈرتے ہیں۔ جس طرح ہر مدرسہ اور کالج کے فاضل کو ایک سند دی جاتی ہے جو اس کے فضل وکمال کی گواہ اور اس کے علم پر شاہد ہوتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دربار سے بھی عالم کو بھی ایک سند ملتی ہے جو خشیة الله (یعنی خوف الٰہی) کا انعامی تمغہ ہوتا ہے اور درحقیقت علم صحیح وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ خشیة الله کا نور ہو۔

یہی وجہ ہے کہ علماء سلف کی تاریخ کا جب کوئی ورق الٹتے ہیں تو جہاں ان کے عجیب وغریب علمی کمالات وکارنامے سامنے آتے ہیں وہی خوف الٰہی اور زہد وعبادت کے حیرت انگیز واقعات بھی سامنے آتے ہیں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی کثرت عبادت کا یہ حال تھا کہ وفاء بن ایاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رمضان المبارک میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ ذرا قرآن مجید ہاتھ میں لے کر میرا قرآن سن لو، میں نے سننا شروع کیا اور جب تک قرآن مجید انھوں نے مکمل نہیں فرمایا اس وقت تک اپنے

مجلس سے نہیں اٹھے (ابن خلکان ج ا ص ۲۸۸)

رمضان المبارک میں آپ آپ کی عبادت بہت بڑھ جاتی تھی ،مغرب سے عشاء تک کا وقت عموماً روزہ داروں کے آرام وسکون کا ہوتا ہے، آپ کا یہ وقت بھی تلاوت قرآن پاک میں گذرتا تھا (ابن خلکان ج ا ص ۳۰۵) خود حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے اندر ایک رکعت میں قرآن مجید مکمل کیا ہے (تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ٦٦)

اور ظاہر ہے کہ حضرت سعید رحمہ اللہ کا یہ ختم ہمارے زمانہ کے شبینہ کی طرح تو نہ ہوگا جس کی پرواز ہمارے گلوں سے اونچی نہیں ہوتی یعنی جس میں قرآن مجید پڑھنے کی شرائط وآداب کا خیال نہیں رکھا جاتا اور مختلف قسم کی رسومات وبدعات کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔اور اس قسم کی شبینوں کا صحابہ کرام ،تابعین ،ائمہ دین اور سلف صالحین کسی سے بھی ثبوت نہیں ملتا بلکہ یہ موجودہ دور کی ایجاد ہے اس لئے مروجہ شبینے ممنوع ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: رمضان المبارک کے فضائل واحکام مرتبہ مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہم)

عبادت کے معنیٰ: عبادت آپ کے نزدیک محض نماز روزہ اور تسبیح تحلیل کا نام نہ تھا، بلکہ اس کا ایک خاص معنی اور ایک جامع مفہوم تھا، آپ کے نزدیک اطاعت سب سے اہم عبادت تھی ،فرماتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے، وہ ذاکر (ذکر کرنے والا) ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے وہ ذاکر نہیں ہے، خواہ وہ کتنی ہی تسبیح وتحلیل اور تلاوت قرآن کرے، آپ سے کسی نے سوال کیا سب سے بڑا عبادت گذار کون ہے، فرمایا جو شخص گناہوں میں مبتلا ہوا اور پھر اس سے توبہ کی، اور جب اس نے اپنے گناہوں کا یاد کیا تو اس کے مقابلہ میں اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھا۔

غیبت سے نفرت: غیبت کرنا اور غیبت سننا دونوں باتوں سے سخت نفرت تھی، مسلم البطین فرماتے ہیں کہ سعید اپنے سامنے کسی کو کسی کی غیبت نہ کرنے دیتے تھے، غیبت کرنے والے سے فرماتے تھے کہ جو کچھ تم نے کہنا ہے اس شخص کے منہ پر کہو (ابن سعد ج ۲ ص ۱۸۲) (جاری ہے............)

(ان کے مزید حالات زندگی اور حجاج بن یوسف سے تاریخی مکالمہ اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ)

✦✧✦✧✦✦✧✦✧✦✧✦✦✧✦

پیارے بچو! طارق محمود

آج کے بچے کل آنے والے زمانے کے لئے ملک وملت کا سرمایہ اور خام مال ہیں، مستقبل کی امارت گری کا دارومدار اس نوخیز نسل کی بہتر تعلیم وتربیت پر ہے، ماہنامہ التبلیغ میں اس مقصد کے لئے ''**پیارے بچو!**'' کے عنوان سے اصلاحی وتربیتی سلسلہ شروع کیا جارہا ہے ....(ادارہ)

زبان کی نعمت اور گالی گلوچ

پیارے بچو! زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کے ذریعے انسان چاہے تو اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کے خزانے جمع کرسکتا ہے، اور اگر چاہے تو اپنی آخرت برباد کرسکتا ہے۔

اس لئے حدیث شریف میں زبان کو قابو میں رکھنے کی اور کم باتیں کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے افضل عمل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ تمہاری زبان سے محفوظ رہیں۔ حضور ﷺ سے ایک مرتبہ ایک صحابی نے پوچھا کہ نجات کا طریقہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک چیز یہ بیان فرمائی کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو یعنی گناہوں کے کاموں، جھوٹ، غیبت، چغل خوری، فضول گوئی، گالی گلوچ میں اس زبان کو استعمال نہ کرو۔ جس طرح سے زبان سے تلاوت کی جاسکتی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاسکتا ہے وغیرہ وغیرہ، اسی طرح سے زبان کے کچھ کام ایسے بھی ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں اور اس سے انسان کو دنیا وآخرت میں نقصان ہوجاتا ہے، ان نقصان کے کاموں میں ایک چیز گالی گلوچ کرنا ہے، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا، مسلمان کو گالی دینا فسق ہے یعنی گناہ والی بات ہے۔

آپ نے کبھی یہ سوچا ہے، کہ آپ اگر اپنے والد صاحب کو گالی دیں، تو آپ کے والد صاحب اور آپ کے دل پر کیا گزرے گی، آپ حیران ہوں گے کہ کون ایسا ہوگا جو اپنے والد صاحب کو گالی دے گا، تو سنیئے! ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے، صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ بھلا یہ کیسے ممکن ہے، کہ کوئی شخص خود اپنے والدین کو گالیاں دیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں یہ اس طرح ممکن ہے کہ وہ کسی شخص کے باپ کو گالی دے، پھر وہ دوسرا شخص پلٹ کر اس

کے باپ کو گالی دے، اسی طرح یہ کسی کی ماں کو گالی دے پھر اس کی ماں کو گالی دی جائے (اسی طرح یہ گالی دینے والا خود اپنے والدین کو گالیاں دلوانے کا سبب بن گیا) آج کل بات بات پر گالی گلوچ کرنا بچوں کی ایک عام عادت بن گئی ہے، حالانکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مؤمن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی فحاشی اور بے حیائی کے کام کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبان کو گالی گلوچ اور ہر قسم کی برائیوں سے پاک رکھیں اور اس کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھیں، گالی گلوچ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے اور مسلمان کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

بچپن میں گناہوں سے نفرت

حضرت شاہ اسماعیل شہید صاحب رحمہ اللہ کم عمری میں والدین کی تربیت اور گھر میں دینی ماحول کی بدولت دین پر گہری نظر رکھتے تھے ان کے بچپن کا واقعہ ہے جب کہ ان کی عمر اتنی کم تھی کہ یہ والد صاحب کے کندھے پر بیٹھے ہوئے تھے راستہ میں ان کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو کہ ایک کتے کو لے کر جا رہا تھا اور اس کے ساتھ پیار و محبت کا برتاؤ کر رہا تھا۔ گویا کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ دونوں (کتا اور کتے کا مالک) آپس میں گہرے دوست ہیں شاہ صاحب والد صاحب کے کندھے پر سے بولے ارے صاحب کتے سے اس قدر محبت کر رہے ہو تمہارے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ”جس گھر میں کتا یا تصویر ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (مشکوٰۃ) ان صاحب نے یہ سن کر جواب دیا کہ بیٹا اچھی بات ہے، جب فرشتے نہیں آئیں گے تو موت کا فرشتہ بھی نہیں آئے گا اور موت سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے فوراً جواب دیا ارے صاحب آپ کس دھوکے میں پڑے ہوئے ہو موت سے تو کوئی نہیں بچ سکتا وہ تو اپنے وقت پر آ کر رہے گی تمہارے پاس جان نکالنے کے لئے رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے بلکہ وہی فرشتے آئیں گے جو کتوں کی جان نکالنے آتے ہیں (واقعہ ختم)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت سے سخت عذاب تصاویر بنانے والے کو ہوگا (مشکوٰۃ)

مگر آج اس کے برعکس کتے پالنے کے شوق میں تیزی سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے، بعض تو سفر حضر میں کتے کو اپنا دُم چھلاَّ بنا کر ساتھ رکھتے ہیں، اپنے ساتھ سلاتے ہیں، اپنے ہاتھوں سے غسل دیتے ہیں۔

مکان، دوکان ہر جگہ جانداروں کی تصاویر موجود ہیں، کہیں سیر و تفریح کے لئے جا رہے ہوں یا مہمان داری میں کوئی شادی کی تقریب ہو یا کوئی اور ہر جگہ کیمرے اور تصویروں کی لعنت موجود ہے

بزم خواتین محمد امجد حسین

''**بزم خواتین**'' کے عنوان کے تحت خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے، تاکہ خواتینِ اسلام کو گھر بیٹھے اپنے دین سے بقدر ضرورت آگاہی حاصل ہو اور اپنے حقوق وفرائض کا علم ہو، اس طرح بچوں کی تعلیم وتربیت اور گھر گرستی کی خوبی وخوش اسلوبی میں ان کا کردار نکھر کر سامنے آئے گا..................(ادارہ)

مسلمان بہنوں اور والدین کے نام

ایک حدیث میں ہے: اِذَاخَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّاتَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌفِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ (ترمذی)

ترجمہ: جب تمہارے پاس ایسے شخص کی طرف سے (لڑکی کے رشتے کے لئے) رشتہ کا پیغام آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہیں (یعنی بقدرضرورت دینداراور نیک خلق ہے)تو اس کو رشتہ دے دو، اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ پھیل جائے گا اور عام فساد برپا ہوجائے گا۔

شارحین حدیث نے فتنہ وفساد کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ جب مختلف قسم کے رسوم ورواج ،خودساختہ ضابطوں وترجیحات اور خاندانی جکڑ بندیوں کی بناء پر اکثر لڑکے اور لڑکیاں کنوارے رہیں ،اور بروقت شادی نہ ہو تو معاشرے میں زنا، فحاشی ، بدکاری اور بے حیائی عام ہوجائے گی ۔[۱]

کیونکہ انسان کی فطرت میں جنسی میلان رکھا گیا ہے بلوغ کے ساتھ ہی اس میلان کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور بتدریج شدت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں، جنسی تقاضے پورے کرنے کی خواہش اور امنگ شدید سے شدید تر ہوتی چلی جاتی ہے ،سوتے جاگتے ، چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت یہ احساس گھیرے رکھتا ہے، طبعیت اور عقل میں جنگ جاری رہتی ہے، طبعیت شرعی اور اخلاقی حدود کی پرواہ کئے بغیر ابھارتی ہے کہ خواہش پوری ہو خواہ جس طرح بھی ہو۔

عقل خواہش پر لگام لگاتی ہے ،طبعیت اور عقل کی اس کشمکش میں کبھی عقل کو غلبہ حاصل ہوتا ہے اور کبھی طبعیت غالب آجاتی ہے ۔ایام شباب کی یہی کشمکش ہے جس سے گذرنے والے گذرتے ہیں، تاآنکہ

---

[۱] لبقى اكثر النساء بلازوج والرجال بلازوجة فيكثر الزنا وتقع الفتنة وهذا اوجه (كمافى لمعات بحواله مشكوٰة كتاب النكاح)

نکاح اور شادی کے ذریعے تکمیل خواہش کا جائز راستہ میسر آ جائے۔ چونکہ جوانی کے خارزار میں قدم رکھتے ہی ایک نئی دنیا سے سابقہ پڑتا ہے جہاں نفسانی، شہوانی اور شیطانی قوتیں اپنا جوبن دکھاتی ہیں عفت وعصمت کی رداءان خاردار جھاڑیوں سے صاف بچا کر لے جانا بڑے دل گردے کا کام ہے، بقول کسے ؎

جوانی کے جنگل سے جب گذرا تو گھبرایا بھی تھا روح کی آواز بھی تھی ایمان کا سایہ بھی تھا

اس لئے انسانیت کے سب سے بڑے نبض شناس نبی اُمی ﷺ نے امت کی بہنوں، بیٹیوں کے حق میں ان کے سرپرستوں کو یہ تاکید فرمائی کہ حد بلوغ میں داخل ہوتے ہی ان کے ہاتھ پیلے کرنے کی فکر کی جائے اور دوسرے فریق یعنی عنفوان شباب میں قدم رکھنے والے نوجوانانِ اسلام کو یوں نصیحت کری،

یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنکُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ (مشکوۃ کتاب النکاح)

اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو باہی قوت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شہوت کی جگہ کو بہت بچاتا ہے۔

یوں ہمارے کامل و مکمل دین نے ہمارے فطری تقاضوں اور طبعی ضروریات کی بھرپور رعایت فرما کر بے راہ روی کے اسباب اور گناہ کے راستوں کو بند کرنے کا انتظام کیا ہے۔

ہمارے پیارے دین کی یہی وہ صاف وشفاف، نکھری ہوئی تعلیمات ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہمارے بڑوں نے دنیا وآخرت کی برکتیں اور سعادتیں سمیٹیں اور قدم قدم پر کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے اور مسلمان ماؤں کی گود میں امام ابوحنیفہ، امام بخاری جیسے فقہاء ومحدثین، محمد بن قاسم، طارق بن زیادہ، صلاح الدین ایوبی، سلطان ٹیپو جیسے جرنیل، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری جیسے فاتحین عالم، ہارون الرشید، اورنگزیب عالمگیر جیسے عرب وعجم کے بادشاہ پرورش پاتے تھے۔ شرم وحیاء، عفت و پاکدامنی سے مسلمان معاشرہ جنت کا نمونہ پیش کرتا تھا۔ جب سے مسلمانوں نے اپنے دین کی ان تعلیمات سے منہ موڑا ہے، دنیا جہاں میں ذلت ورسوائی ان کا مقدر بن چکی ہے، بے دینی، بے حیائی اور بے راہ روی میں بہت سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں فرق مٹتا جا رہا ہے۔ مسلمان معاشرے میں بے راہ روی پھیلنے کے بہت سے اسباب ہیں، جن میں ذرائع ابلاغ سرفہرست ہیں، خواہ وہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا۔

یہ ذرائع ابلاغ بے حیائی اور بے دینی کے سرچشمے بن چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں یہ احساس عطا فرمائیں کہ ہم اس ناسور کو اپنے گھروں سے نکال لیں جس نے ہماری روحانی اقدار اور مشرقی روایات کو گھن کی طرح چاٹ لیا۔

ان ذرائع ابلاغ کے سائے میں ہماری جونوخیز نسل جوان ہورہی ہے وہ بالعموم ایک اسلام بےزار نسل ہے جو اسلام کی شاندار روایات کو اپنانے کے بجائے یہود و ہنود کے کلچر وثقافت کو اپنانے پر فخر محسوس کرتی ہے، ویلنٹائن ڈے اور بسنت میلوں میں ہمارے نوجوانوں کی دلچسپی اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

جبکہ امت کو آج زندگی کے ہر شعبہ میں ایسے رجال کار کی ضرورت ہے جو اس کی مردہ رگوں میں اپنا گرم تازہ لہو دوڑا کر اسے حیات نو بخشیں اس کے لئے ہمیں اس پورے کلچر وثقافت اور طرز معاشرت کو بدلنا ہوگا جس کا غالب حصہ غیر اسلامی اور یہود و ہنود کا چربہ ہے۔اور مسلمان خواتین کو اپنے اس مقدس مقام پر واپس آنا ہوگا۔ جو اسلام نے اسے عطا فرمایا جس کو اپنا کر اس کی کھوکھ سے فاتحین عالم اور دنیا کے جہانبان جنم لیا کرتے تھے، جنہوں نے بارہا دنیا کا نقشہ بدلا اور ملکوں کے جغرافئے تبدیل کئے۔

اے مسلمان خاتون! تجھے اسلام نے چراغ خانہ بنایا ہے اور نسل انسانی کی جنت تیرے قدموں تلے رکھی ہے، نئی روشنی تیری عفت وتقدس کی رداء چاک کر کے تجھے شمع محفل بنا رہی ہے۔تو کیوں بخوشی اس پر آمادہ ہورہی ہے۔ تہذیب نو نے دن یہ دکھائے گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

آج امت کے کس کس دکھ کو رویا جائے اور کس کس بگاڑ پر آنسو بہائے جائیں۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اخلاق باختگی کا ایک اہم سبب بروقت نکاح نہ کرنا بھی ہے اکثر و بیشتر جہیز جمع کرنے یا مناسب رشتہ ملنے کے انتظار میں بچوں بالخصوص بچیوں کی عمریں ڈھل جاتی ہیں، جن گھرانوں میں دینی واخلاقی قدریں مضبوط ہوتی ہیں وہاں بے راہ روی کی نوبت گو نہ آتی ہو لیکن بچیوں کی زندگی روگ بن جاتی ہے اور جن گھرانوں میں آزادی کا دور دورہ ہوتا ہے وہاں بے راہ روی کے بڑے بڑے سانحے رونما ہوتے دیکھے اور سنے گئے ہیں، آئے روز اخبارات کے ذریعہ بدچلنی اور بے راہ روی کے بیسیوں واقعات سامنے آتے ہیں یہ سب اپنے دینی ضابطوں اور اخلاقی قدروں سے بغاوت کا شاخسانہ ہے۔جہیز کی لعنت ہمارے معاشرے کے لئے ناسور بن چکی ہے اور اس کی بنیاد ہندوانہ ذہنیت پر ہے۔ہنود بچیوں کو میراث میں حصہ دار نہیں بناتے تھے اس لئے شادی کے موقع پر کچھ دے دلا کر اس کا پتہ صاف کر دیتے تھے، ہو بہو یہی کچھ ہم کر رہے ہیں۔ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود جہیز کو رسم ورواج نام ونمود اور میراث کے متبادل ہونے کی ذہنیت سے پاک کر لیا جائے تو اس کی شرعی حیثیت ایک عطیہ ہونے کی ہے لہٰذا اس میں عطیہ اور تحفہ کے حدود کی رعایت ضروری ہے مثلاً (۱) والدین

اپنی استطاعت کے مطابق ضرورت کی جو چیزیں مناسب سمجھتے ہیں بچی کو دے دیں اس کے لئے نہ شادی میں سالہاسال کی تاخیر کی جائے نہ بھاری بھرکم قرضے لئے جائیں، خصوصاً سودی قرضے جو گناہ در گناہ ہے (۲) جہیز دینے میں نام ونمود اور دکھلاوا پیش نظر نہ ہو اور نہ ہی برادری وغیرہ کے لعن طعن سے ڈر کر جہیز دینے میں غیر معمولی بوجھ اپنے اوپر ڈالا جائے۔ کچھ دینے کی گنجائش نہ ہو تو ویسے ہی بچی کو بیاہ دیں کیونکہ نکاح میں جتنی مالی ذمہ داریاں ہیں وہ تو شریعت شوہر پر عائد کرتی ہے مثلاً حق مہر ہے تو شوہر پر ہے، نان نفقہ، لباس پوشاک اور رہائش کی ذمہ داری ہے تو شوہر پر ہے۔ عورت تو سب سے بڑی چیز اپنی نقد جان حوالے کر رہی ہے اور شوہر کی ماتحتی میں زندگی بھر کے لئے داخل ہونا قبول کر رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ ظالم سماج کی طرف سے اس پر مالی بوجھ بھی ڈالنا یہ ایک تعجب خیز امر ہے۔

(۳) جہیز کا میراث سے کوئی تعلق نہیں، جہیز پانے کے باوجود بھی بہن، بیٹی والدین کی میراث میں حصہ دار ہیں ان کو ان کا یہ حق دینا ضروری ہے بعض لوگ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ بہن، بیٹی سے زبانی کلامی حق معاف کرا لیتے ہیں۔ یاد رکھیں اس طرح شرما حضوری اور بھائی بندوں کی دشمنی اور ناراضگی کے ڈر سے حق معاف کرنا شرعاً معتبر نہیں، پہلے ان کو ان کا حق دے دو پھر برضا ورغبت وہ اگر بھائیوں کو دینا چاہیں تو ان کی مرضی .... فَكُلُوْهُ هَنِيْـًٔا مَّرِيْـًٔا رشتہ نہ ملنے کا عذر بھی محض عذرِ لنگ ہے، بات یہ ہے کہ مناسب رشتہ کا معیار بھی خود ہمارا اپنا گھڑا ہوا ہے جس کے اجزاء یہ ہیں

(۱) لڑکا حسب ونسب میں حضرات حسنین جیسا ہو (۲) اخلاق میں جنید بغدادی جیسا ہو (۳) علم میں اگر دینی علم ہے تو ابوحنیفہ کے برابر ہو اور اگر دنیاوی علم ہے تو بوعلی سینا کا ہم پلہ ہو (۴) مال ودولت میں قارون، عہدہ ومنصب میں ہامان اور شان وشوکت میں فرعون کی ٹکر کا ہو (۵) حسن میں یوسف علیہ السلام کا ثانی ہو گویا کہ ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ اس معاملہ میں ہمارا معیار ہوتا ہے۔

حد سے تجاوز ہر معاملے میں بُرا ہے۔ ایک ہی شخص میں تمام خوبیوں کا جمع ہونا شاذ ونادر ہی ہوا کرتا ہے۔ انصاف کیا جائے جب اپنے لڑکے کے لئے کسی کی لڑکی کا رشتہ مانگا تھا یا مانگنے کا ارادہ ہے تو اپنے صاحبزادے میں بھی یہ صفات اس درجہ میں دیکھ لی تھیں؟ جس طرح لڑکوں میں بے شمار خوبیاں ڈھونڈی جاتی ہیں اگر دوسرا شخص تمہاری لڑکیوں میں اس سے دسواں حصہ خوبیاں اور ہنر دیکھنے لگے تو شائد تمام عمر ایک لڑکی بھی نہ بیاہی جائے، غرض یہ عذر کہ رشتہ موقعہ کا نہیں آتا اکثر حالتوں میں بے موقع ہوتا ہے جس سے بچیوں کی جوانی برباد ہوتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں مفتی محمد رضوان

کیا آپ جانتے ہیں؟ کے تحت دلچسپ معلومات واحکامات اور مفید تجزیات پیش کئے جائیں گے

ذبح شدہ حلال جانور کی سات چیزیں اور کپورے

ذبح شدہ حلال جانور کی سات چیزیں کھانا منع ہے (۱) بہتا خون (۲) غدود (۳) مثانہ (۴) پتہّ (۵) نر کی پیشاب گاہ (۶) مادہ کی پیشاب گاہ (۷) کپورے۔

حدیث شریف سے بھی ان سات چیزوں کی ممانعت ثابت ہے (ملاحظہ ہو مراسیلِ ابوداؤد صفحہ ۱۹، سنن کبریٰ بیہقی ج ۱۰ ص ۷، مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۵۳۵، کتاب الآثار)

مگر ہمارے ملک میں کپوروں کو بہت مقبولیت حاصل ہے، جگہ جگہ بازار میں ٹکا ٹک، اور کٹا کٹ کے نام سے گرما گرم فروخت ہوتے ہیں اور لوگ بے دھڑک ان کو کھاتے ہیں، مگر یہ معلوم نہیں کہ بے خبری میں ناجائز چیز پیٹ میں لے جا رہے ہیں اوپر سے یہ تاویل بھی کی جاتی ہے کہ ہم تو قوت خاص (مردانہ طاقت) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بے شمار جائز اور حلال مقوی غذائیں اور دوائیں پیدا فرمائی ہیں ان سب کو چھوڑ کر مکھی کی طرح گندی چیز ہی کو منتخب کرتے ہیں۔ یہی حال کپورے فروخت کرنے والوں کا بھی ہے۔

مہر کی کم از کم مقدار اور تیس روپے

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم چاندی ہے جو کہ دو تولے اور ساڑھے سات ماشہ چاندی کے برابر بنتی ہے اس سے کم مقدار کی مالیت کا مہر مقرر کرنا جائز نہیں، آج کل بعض لوگ تیس روپے یا اس سے ملتی جلتی مقدار کو ’’شرعی مہر‘‘ یا شرع محمدی‘‘ کا نام دیتے ہیں حالانکہ یہ مقدار آج کل کے حساب سے مہر کی کم از کم مقدار تک بھی نہیں پہنچتی۔ ممکن ہے کسی دور میں یہ مقدار کوئی حیثیت رکھتی ہو مگر اسے آج کے اعتبار سے یا ہمیشہ کے لئے شرعی مہر سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔

جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت

قرآن مجید کی سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۹ میں جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کی ممانعت بیان فرمائی گئی

ہے، جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید وفروخت اور جمعہ کی تیاری کے علاوہ دوسری مصروفیات ناجائز اور گناہ ہیں ،مگر آج کل اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں یا پرواہ نہیں ، جمعہ کی پہلی اذان ہوجانے کے بعد بھی حسبِ معمول لوگ اپنے کاروبار اور دیگر مشغولیات جاری رکھتے ہیں اور جامع مسجدوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہاں دوسری اذان تک بھی اکثر حضرات نہیں پہنچ پاتے اور بھاگ دوڑ کر کسی طرح جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔حالانکہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے عبادت کا دن ہے اگر کسی مسلمان کو پہلی اذان کے بعد بھی اپنی مشغولی چھوڑ کر عبادت کی طرف توجہ نہ ہوتو اس کے لئے افسوس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

بہنوں کو میراث سے محروم کرنا

آج کل عام طور پر والد یا والدہ کے فوت ہوجانے کے بعد سارے ترکہ پر بھائی قابض ہوجاتے ہیں اور بہنوں کو ان کی میراث کا حصہ نہیں دیتے جو کہ بہت بڑا گناہ ہے، حدیث شریف میں ایسے لوگوں کے لئے جنت سے محرومی کی وعید ہے۔بعض لوگ ایسے موقع پر یہ تاویل کیا کرتے ہیں کہ بہنوں کی شادی کے اخراجات پر جو خرچ ہوا یا ان کو جو جہیز دیا گیا وہ ان کی میراث کا متبادل ہوگیا حالانکہ یہ غلط ہے اس طرح بہنوں کی میراث کا حصہ شرعی اعتبار سے ختم نہیں ہوجاتا بلکہ بدستور باقی رہتا ہے۔دراصل یہ سوچ تو ہندوانہ مذہب کا حصہ ہے ان کے ہاں جہیز دے کر بہنوں کو والدین کی میراث سے محروم خیال کیا جاتا ہے جبکہ اسلام میں اول تو جہیز کی رسم ہی کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور اگر کوئی اس رسم کو پورا کرے تب بھی اس کا میراث سے کوئی تعلق نہیں۔

جنازہ کا ہلکا یا بھاری ہونا

بعض لوگ جنازے کا ہلکا ہونا نیکوکاری کی دلیل اور جنازے کا بھاری ہونا گناہگار ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں مگر شریعت کی نظر میں جنازے کے ہلکا اور بھاری ہونے پر نیک یا بد ہونے کی دلیل اور علامت نہیں اور اس بنیاد پر کسی کے نیک یا برے ہونے کا فیصلہ کرنا غلط ہے۔

مخصوص ایام میں بچوں کو دودھ پلانا

بعض عورتیں مخصوص ایام میں بچوں کو دودھ پلانا گناہ سمجھتی ہیں۔لیکن شریعت کی طرف سے ایسی کوئی پابندی نہیں اور بلاشبہ ان ایام میں بچوں کو دودھ پلانا جائز ہے اور اس میں کسی قسم کا گناہ نہیں۔یہاں یہ بھی یاد رکھ لیا جائے کہ عورت کے بچے کو دودھ پلانے سے وضو بھی متاثر نہیں ہوتا۔

یزید پر لعنت اور بحث ومباحثہ

بعض لوگ یزید پر لعنت کرتے ہیں اس کے برعکس بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہیں اسی طرح بعض یزید کے بارے میں بہت بحث ومباحثہ کا بازار گرم کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اسلام کے صحیح مزاج سے میل نہیں کھاتیں۔ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے اور نہ ہی اس کی بے جا تعریف کی جائے اور نہ ہی اس بارے میں بحث ومباحثہ کا بازار گرم کیا جائے بلکہ اس کے بجائے دین کے ضروری احکام ومسائل معلوم کئے جائیں جن کے بارے میں کل قیامت کے دن سوال ہوگا۔

موسیقی کو روح کی غذا سمجھنا

آج کل ایک طبقہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جو موسیقی کو روح کی غذا سمجھتا ہے اور رات ودن موسیقی کے ذریعہ سے غذائیت حاصل کرنے کے لئے فکر مند ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ حضور ﷺ تو اپنی زبان مبارک سے موسیقی کو نفاق کی علامت بتلاتے ہیں اور یہ ہیں کہ روحانی غذا سمجھ کر اسے حلوا بے دودھ سمجھے ہضم کئے جارہے ہیں۔ یاد رکھئے کہ موسیقی سے روح کو غذا نہیں پہونچتی بلکہ اس سے کفر ونفاق کی غذا پہونچتی ہے اور نفاق روح کے لئے زہر قاتل ہے زہر کو غذا خیال کرنا اور مرض کو تندرستی سمجھنا کتنی بڑی فریب کاری ہے۔

اقامت کے وقت ہاتھ باندھنا

عام طور پر مساجد میں دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے افراد نماز شروع ہونے سے پہلے اقامت کے وقت دونوں ہاتھ آگے کی طرف باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ شرعاً ہاتھ باندھنے کا وقت تکبیرِ تحریمہ کے بعد ہے اور اس سے پہلے ہی اقامت کے وقت ہاتھ باندھ لینا سنت کے خلاف ہے۔

مخصوص کمیشن والی مختلف رائج کمپنیوں کے کاروبار

آج کل مختلف کمپنیاں کمیشن کے خاص طریقۂ کار کے مطابق معاشرے میں تیزی سے پھیل رہی ہیں مثلاً بزناس، گولڈ کوئسٹ، گولڈن کی، شینل کمپنی وغیرہ۔ ان کمپنیوں کی جو کارگزاری کمیشن کے طریقۂ کار کے مطابق سامنے آئی ہے اس کی روشنی میں انہیں شرعاً کسی طرح بھی حوصلہ افزا نہیں کہا جاسکتا۔

ان کمپنیوں کے بارے میں بڑے دینی مراکز سے تفصیلی فتاویٰ بھی جاری ہوچکے ہیں اس لئے اس قسم کی کمپنیوں میں بطور ایجنٹ شامل ہوکر حصہ لینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ازدارالافتاء

ماہنامہ ''التبلیغ'' میں ''آپ کے دینی مسائل کا حل'' کے تحت اہم شرعی مسائل جوادارہ کے دارالافتاء سے جاری ہوتے ہیں قارئین کے دینی استفادہ کی غرض سے شائع کئے جاتے ہیں ....(ادارہ)

عالم آن لائن پروگرام، ناخن پالش اور چہرہ کا پردہ

سوال:......آج کل ٹیلی ویژن کے ایک چینل (جیو) پر ''عالم آن لائن'' کے نام سے پروگرام نشر کیا جارہا ہے جس میں ٹیلی فون کے ذریعہ لوگ مختلف قسم کے دینی اور مذہبی سوالات کرتے ہیں پھران کے سوالوں کے جوابات اس پروگرام میں مقرر کردہ ڈاکٹر اور پروفیسر حضرات دیتے ہیں۔

اس پروگرام میں کچھ مسائل ایسے سننے کو ملے جو پہلے کبھی نہیں سنے گئے تھے ویسے تو اس قسم کے مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن میں یہاں آپ کی توجہ صرف چند مسائل کی طرف دلا کر ان کے شرعی جوابات اوراس پروگرام کی شرعی حیثیت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ ٹیلی ویژن ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے بیک وقت کروڑوں افراد وابستہ ہوتے ہیں اگر اس میں کوئی دینی اور مذہبی بات غلط انداز میں پیش کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ بڑی تیزی سے لوگوں کے دین میں بگاڑ پیدا ہوگا اور سالوں کے بجائے لوگ منٹوں میں گمراہی کے راستہ پر چل پڑیں گے اور یہ پروگرام کیونکہ مذہبی نقطۂ نظر سے عوام میں بہت پذیرائی حاصل کرتا جارہا ہے اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر روشنی ڈالیں اور ہوسکے تو عوام الناس کو بھی اس سے آگاہ فرمائیں۔

(1)......عورتوں کے ناخن پالش استعمال کرنے اوراس حالت میں وضو اور غسل کے بارے میں یہ جواب سننے کو ملا کہ ناخن پالش کا استعمال جائز ہے اوراس کی وجہ سے وضو اور غسل میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور بطور دلیل یہ بات بیان کی گئی کہ حدیث سے مہندی لگانا ثابت ہے حضور ﷺ نے کسی خاتون کا پردہ کے پیچھے سے ہاتھ دیکھ کر فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا جب پتہ چلا کر عورت کا ہاتھ ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو نے مہندی کیوں نہ لگائی تاکہ معلوم ہوتا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے اور حضور ﷺ

کے دور میں ناخن پالش ایجاد نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کے بجائے مہندی ہوتی تھی لہٰذا آپ کے دور میں مہندی استعمال کی جاتی تھی اور آج کے دور میں اس کے متبادل ناخن پالش ہے اس لئے ناخن پالش لگے ہوئے وضو اور غسل اسی طرح صحیح ہے جس طرح مہندی لگے ہوئے ہونے کی حالت میں۔ اور کتنے لوگ جو پینٹ اور رنگ سازی کا کام کرتے ہیں ان کے اعضاء پر پینٹ لگا ہوتا ہے کیا ان کی نماز نہیں ہوتی؟ ساتھ ہی فقہ کی کسی کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا کہ اگر کوئی چیز جسم پر لگی ہو تو اس کو چھڑائے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔

(2)......عورت کے بارے میں بتایا گیا کہ اس کے چہرہ کا پردہ نہیں ہے قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو بطور نمونہ کے میں نے دو مسائل ذکر کئے ہیں ورنہ اس پروگرام میں زیادہ تر مسائل کا انداز یہی ہوتا ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان مسائل سمیت اس پروگرام کی شرعی حیثیت اور اس کو دیکھنے سننے اور اس پر عمل کرنے اور قابلِ اعتماد سمجھنے کے بارے میں وضاحت فرمائیں اور یہ بھی بتلائیں کہ اگر ان پروگراموں سے الگ ہو جائیں تو پھر دین سیکھنے کی کیا صورت ہوگی۔ ایم۔شفیع۔ اسلام آباد

الجواب:......ٹی وی کے جس آن لائن پروگرام کا سوال میں تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے پہلے بھی کئی حضرات نے اس بارے میں سوالات کئے ہیں اور اس قسم کی کئی باتیں اس پروگرام سے متعلق سننے کو ملی ہیں ذرائع ابلاغ پر اس طرح کے پروگرام وقتاً فوقتاً پیش کئے جاتے رہتے ہیں، اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ علمِ دین کے بارے میں اسی شخص کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے جو مستند عالمِ دین ہو، کسی مستند عالمِ دین سے باضابطہ طریقہ پر دین کا علم حاصل کیا ہو اور یہ بات کوئی دینی علم کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ دنیا کے ہر فن اور ہر شعبہ کے بارے میں یہی ضابطہ ہے جس طرح کوئی شخص خود ڈاکٹری اور طب کی کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر نہیں بن جاتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلے اس علم کو ماہر ومستند استاذوں کی زیرِ نگرانی باضابطہ طریقہ پر سیکھے اور پھر کسی ماہر ڈاکٹر کے زیرِ سایہ اس کی عملی تربیت اور مشق حاصل کرے تب کہیں جا کر اسے جسمانی بیماریوں کے علاج ومعالجہ کی اجازت وڈگری دی جاتی ہے۔ یہی حال سائنس، انجینئرنگ وغیرہ اور دنیا کے دوسرے علوم وفنون کا بھی ہے تو دین جس کا تعلق صرف جسمانی حد تک محدود نہیں بلکہ اس کا اصل رشتہ روح کے ساتھ قائم ہے اور جسم فناء ہونے والا ہے جبکہ روح باقی رہنے والی چیز ہے، اس کے علاوہ علمِ دین کی اصل بنیاد وحی پر قائم ہے جبکہ دنیا کے دوسرے علوم وفنون کا زیادہ تر دارومدار عقل، مشاہدے اور اپنے تجربات وغیرہ پر ہے۔ اس کے بارے میں کیسے ہر کس وناکس کو رائے قائم کرنے کی اجازت ہوسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسانوں کی ہدایت

کے لئے آسمانی کتاب اور صحیفوں کے ساتھ ساتھ معلم بھی مبعوث فرمائے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آسمانی کوئی کتاب نازل کردی گئی ہو اور اس کے سمجھانے اور سکھانے کے لئے کوئی پیغمبر اور معلم نہ بھیجا ہو ہاں البتہ ایسا بارہا ہوا کہ پیغمبر اور معلم بھیجے گئے مگر کوئی نئی کتاب نازل نہیں فرمائی گئی جس سے معلوم ہوا کہ آسمانی ہدایت سے روشناس ہونے کے لئے معلم کا درجہ کتاب سے کم نہیں ہے بلکہ زیادہ ہے مگر آج کے دور میں اس اصول کو نظرانداز کردینے کی وجہ سے بے شمار گمراہیاں پھیل رہی ہیں ہر وہ شخص جو دین کے بارے میں دو چار حرف جان لیتا ہے وہ دین کی افہام وتفہیم کا ٹھیکیدار بن جاتا اور دین کو موم کی ناک کی طرح تختۂ مشق بنا کر آپریشن شروع کردیتا ہے۔ اس بارے میں زیادہ بڑا کردار اُن لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو تجدد پسند اور ماڈرن کہلاتے ہیں اور علماء دین کو دقیانوس اور پرانی سوچوں کے مالک اور دنیا کے حالات سے ناواقف کہہ کر نظرانداز کردیتے ہیں، اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے اداروں سے ڈگریاں حاصل کرتے ہیں جہاں نہ کوئی دین کا ماحول ہوتا اور نہ ہی دین کے بارے میں کوئی صحیح رہنمائی کی جاتی بلکہ زیادہ تر دین کے نام پر دین سے آزادی اور اباحیت پرستی کا درس دیا جاتا ہے ایسے لوگوں کو دین کا ہمدرد خیال کرنا اور ان پر دین کے معاملہ میں اعتماد کرنا سخت گمراہی کا سبب ہے۔ لہٰذا ٹی وی وغیرہ پر عالموں کے روپ میں آنے والے اس قسم کے ڈاکٹروں اور پروفیسر حضرات کے بجائے مستند علمائے کرام اور مفتیان عظام سے دین کی رہنمائی حاصل کرنی چاہئے جو ہمارے ملک میں بآسانی ممکن ہے،

جہاں تک سوال میں ذکر کردہ باتوں کا تعلق ہے تو اس بارے میں مختصراً گزارشات پیش خدمت ہیں اگر زیادہ تفصیل مقصود ہو تو اس موضوع پر تحریر شدہ مستند کتب سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے

(1)......ناخن پالش: وضو میں چار فرض ہیں جو قرآن مجید کی سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶ سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے (۱) ایک مرتبہ پورا منہ دھونا (۲) ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (۳) ایک مرتبہ (کم از کم چوتھائی) سر کا مسح کرنا (۴) ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

اور غسل میں تین فرض ہیں (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے جسم پر پانی بہانا۔

وضو اور غسل میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان کا معاملہ اتنا اہم، سخت اور نازک ہے کہ اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ خشک رہ جائے تو وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا اور اس حال میں پڑھی گئی نماز بھی قابلِ اعتبار نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں بعض حضرات کو وضو کرنے کے بعد دیکھا کہ ان کے پاؤں کی ایڑیوں کا کچھ حصہ خشک رہ گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وَیلٌ لِلاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ کہ ایڑیاں

خشک رہ جانے والوں کے لئے دوزخ کی تباہی ہے“
وضو کے فرائض پورے کئے بغیر اگر کوئی عمداً وقصداً نماز پڑھے تو اس کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے۔
اور یہ بات ظاہر ہے کہ ناخن پالش لگانے سے ناخنوں پر اس کی ایسی تہ جم جاتی ہے جس کی وجہ سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچ پاتا اور جب ناخنوں تک پانی نہیں پہنچا اور ناخن خشک رہ گئے تو وضو نہیں ہوا اور جب وضو نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوگی اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ناخن میں آٹا لگ کر خشک ہوگیا جس کی وجہ سے وضو کرتے وقت ناخن تک پانی نہیں پہنچ سکا تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں وضو معتبر نہیں ہوگا۔
یہی حال ناخن پالش لگا لینے کے بعد وضو اور غسل کرنے اور میت کو غسل دینے کا بھی ہے ناخن پالش چھڑائے بغیر میت کو غسل دیا جائے تو یہ غسل صحیح نہیں اور جب غسل صحیح نہیں تو نماز جنازہ بھی صحیح نہیں اور نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کرنا بھی غلط ہے جو خواتین ناخن پالش چھڑائے بغیر وضو کر کے مطمئن ہوجاتی ہیں وہ حضور ﷺ کے اس فرمان پر غور فرمالیں کہ ”ایسے لوگوں کے لئے دوزخ کی ویل یعنی تباہی ہے“۔کیا قیامت کے دن اللہ کے فریضہ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مقابلہ میں کسی ڈاکٹر یا پروفیسر کا قول اور فتویٰ مفید ہو سکے گا اور اس کی اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شنوائی ہو سکے گی؟ ناخن پالش کو مہندی پر قیاس کرنا ایک سنگین اور واضح ترین غلطی ہے کیونکہ جب مہندی لگا کر کچھ دیر بعد اس کی تہہ اتار دی جاتی ہے تو اس کے بعد جسم پر مہندی کی صرف رنگت باقی رہ جاتی ہے اور مہندی کا رنگ جسم کے اندر جذب ہوجاتا اور سرایت کر جاتا ہے پھر اس کے اوپر پانی ڈالنا ناخن اور جسم پر ہی پانی ڈالنا کہلاتا ہے اس کے برخلاف ناخن پالش ایک دلدار اور تہہ دار چیز ہوتی ہے خالی بغیر جسم کے کوئی رنگ نہیں ہوتا اگر کسی صاحب کو مہندی اور ناخن پالش کے درمیان اتنا واضح فرق بھی نظر نہ آئے تو ہم ایسی علمی شخصیت کے بارے میں کیا لب کشائی کر سکتے ہیں؟ اور یہ کہنا کہ حضور ﷺ کے دور میں مہندی ہوا کرتی تھی اور آج کے ترقی یافتہ دور میں اس کا متبادل ناخن پالش کی شکل میں موجود ہے۔ یہ بھی سطحی اور کم علمی والی بات ہے، کیونکہ مہندی حضور ﷺ کے دور میں بھی ہوتی تھی اور آج بھی ہوتی ہے ہر جگہ سے بآسانی دستیاب ہوجاتی ہے اور ناخن پالش ترقی یافتہ دور کی کوئی حیرت انگریز ایجاد بھی نہیں بلکہ ایک قسم کا جسم دار رنگ ہے اور ظاہر ہے کہ رنگ کا پایا جانا حضور ﷺ کے دور میں بھی کوئی ناممکن بات نہیں تھی، البتہ یہ ضرور ہے کہ حضور ﷺ مہندی کے ہوتے ہوئے اس کو چھوڑ کر ناخن پالش جیسی وضو اور غسل کے فریضہ کو ضائع کرنے والی چیز صحابیات اور خواتین کے لئے کیسے پسند فرما سکتے تھے۔ اور اگر بالفرض حضور ﷺ کے دور میں اس کا وجود نہ بھی ہو تو بھی اس کا

تعلق مہندی کے ساتھ جوڑنا صریح غلطی ہے۔ رہی یہ بات کہ کیا رنگ ساز جن کے جسم پر رنگ لگ جاتا ہے کیا ان کی وضو نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وضو اور غسل کے فرائض اور شریعت کا یہ حکم سب کے لئے یکساں ہے رنگ ساز اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں البتہ یہ مسئلہ اپنی جگہ مسلم ہے کہ اگر کسی جگہ رنگ وغیرہ کوئی چیز اس طرح لگ جائے کہ باوجود کوشش کے جسم سے علیحدہ نہ ہو رہی ہو تو یہ صورت مجبوری کی ہے (جو معاف ہے) مگر ناخن پالش لگانے اور اس کو چھڑانے میں کوئی مجبوری نہیں مخصوص کیمیکل، چھری وغیرہ سے بآسانی الگ ہو جاتی ہے۔ اور یہ دونوں مجبوری اور غیر مجبوری کی صورتیں علیحدہ علیحدہ ہیں ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا غلط ہے جیسا کہ کوئی مریض اور بیمار انسان جو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی اور اس سے قیام کا فرض معاف ہوگا اب کوئی شخص مریض کے اس حکم کو صحت مند انسان پر لاگو کرے تو یہ واضح غلطی ہوگی کیونکہ صحت مند انسان کو مریض پر قیاس کرنا بھی ایک علمی مرض ہے جس کے علاج کے لئے جہالت کو دور کرنے کی ضرورت ہوگی۔

(2)...... چہرہ کا پردہ: عورت کے لئے شریعت کی طرف سے سب سے پہلی یہ شرط لگائی گئی ہے کہ وہ بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے اور اپنے جسم اور اس کے کسی حصہ کو تو درکنار لباس کا کوئی حصہ بھی غیر محرم پر ظاہر نہ ہونے دے اور اگر کسی سخت ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو اپنے جسم کو پوری طرح چھپا کر نکلے اور خوشبو لگا کر اور مزین ہو کر نہ نکلے اور راستہ میں بھی کنارے پر چلے تاکہ زیادہ سے زیادہ مردوں اور نامحرموں کی پہنچ اور نظروں سے حفاظت ہو سکے کیونکہ دراصل عورت کو اپنے آپ کو پوری طرح نامحرموں سے پردہ میں رکھنے کا حکم ہے، یہ بات تو ظاہر ہے کہ نامحرم سے پردہ شریعت کے متفقہ و مسلمہ اصولوں میں سے ہے، اب اس پردہ کے اصول سے چہرہ کو بغیر کسی دلیل کے الگ کرنا یا اس پر علیحدہ سے دلائل طلب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص جسم کے دوسرے حصوں کے علیحدہ علیحدہ دلائل طلب کرے کہ سینے کے پردہ کا حکم کہاں ہے گلے کے پردہ کا حکم کہاں ہے بالوں کے پردہ کا حکم کہاں ہے سر کے پردہ کا حکم کہاں ہے؟ ظاہر ہے کہ پردہ کے اصولی حکم میں یہ ساری چیزیں شامل ہیں ہر ایک جز کے لئے علیٰحدہ سے طالب ہونا غلط ہے۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لیں کہ جن اعضاء کے پردہ کا حکم دیا گیا ہے وہ دو طرح کے ہیں ایک تو ستر ہے دوسرے حجاب ہے۔ ستر کا تعلق اپنی ذات سے ہے یعنی اس کا اپنی ذات میں چھپانا ضروری ہے خواہ کوئی نامحرم دیکھنے والا ہو یا نہ ہو اور دوسرے حجاب ہے اس کا تعلق دیکھنے والے کی ذات سے ہے چہرہ کا مسئلہ بھی حجاب سے تعلق رکھتا ہے اور جہاں چہرے کے پردہ کی نفی کی گئی ہے اس سے ستر کی نفی مراد ہے نہ

کہ حجاب کی۔ان دونوں مسئلوں کو خلط ملط کرنے سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔نامحرم مرد سے عورت کو چہرہ کا پردہ کرنے کے دلائل تو بے شمار ہیں جس کے لئے تفصیل درکار ہے اور وہ اپنی جگہ کتابوں اور رسالوں میں موجود ہے ہم یہاں اختصار کے پیشِ نظر صرف چند باتوں کی نشاندہی کریں گے (تفصیل آخر میں درج شدہ رسائل میں ملاحظہ فرمائیں)

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِیَّةِ الۡاُوۡلٰی (سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳) یعنی تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیت کے پرانے طریقے کے موافق مت پھرو۔

اس آیت میں خواتین کو گھروں میں ٹھہرے رہنے کا حکم اور جاہلیت کے طریقہ پر باہر نکلنے کی ممانعت ہے اور جاہلیت کے زمانہ میں خواتین اپنے گھروں سے باہر بالکل ننگی نہیں نکلا کرتی تھیں بلکہ چہرے کے پردہ کے بغیر باہر نکلا کرتی تھیں یہی وجہ ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابیات چہرہ چھپا کر باہر نکلنے لگی تھیں۔انہوں نے اس آیت کا مطلب یہی سمجھا اور اسی طرح اس پر عمل کیا جس سے واضح ہوا کہ عورت کو نامحرم سے چہرہ کا پردہ ہے (ملاحظہ ہو تفسیر بحر المحیط ج ۷ ص ۲۵۰)

(۲) ایک اور جگہ ارشاد ہے: یَاۤاَیُّهَاالنَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ (سورہ احزاب آیت ۵۹) یعنی: اے نبی اپنی بیویوں، صاحبزادیوں، اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر بڑی چادریں ڈال لیا کریں،

اپنے اوپر بڑی چادر ڈالنے میں چہرہ بھی داخل ہے کیونکہ جب بڑی چادر اوپر سر سے ڈالی جائے گی تو چہرہ بھی اس میں چھپ جائے گا، اس سے چہرہ کے پردہ کا حکم واضح طور پر ثابت ہوا۔

(۳) ایک اور جگہ ارشاد ہے: اِذَاسَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًافَاسۡئَلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِکُمۡ اَطۡهَرُلِقُلُوۡبِکُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ (سورہ احزاب آیت ۵۳) یعنی جب تم عورتوں سے کوئی ضرورت کی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو، اسی میں تمہارے دلوں کی خوب ستھرائی اور پاکیزگی ہے،

جب کسی ضرورت کے لئے بھی بات کرتے وقت پردہ کے پیچھے رہ کر بات کرنے کا حکم ہے تو واضح ہوا کہ چہرہ کا نامحرم سے چھپانا ضروری ہے۔

(۴) اور ارشاد ہے: وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنَاتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَایُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَهُنَّ اِلَّامَاظَهَرَمِنۡهَا (سورہ نور آیت نمبر ۳۱) یعنی: مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کی حفاظت رکھا کریں، زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر وہ چیزیں جو خود بخود ظاہر ہو جاتی ہیں (مثلاً

برقعہ اوراوپر کی بڑی چادر)اور یہ بات ظاہر ہے کہ چہرے میں تمام اعضاء سے زیادہ زینت ،حسن اورکشش ہوتی ہے (جیسا کہ آگے آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا)لہٰذا چہرہ میں زینت ہونے کی وجہ سے اس کو چھپانا ضروری ہوگا۔

(۵)اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (احزاب ۳۲) یعنی تم (کونامحرم مرد سے جب ضرورت کے وقت بات کرنی پڑے تو) بولنے میں نزاکت مت کرو کیونکہ (اس سے)ایسے شخص کے اندر طمع اور میلان پیدا ہوگا جس کے دل میں مرض ہے۔

جب آواز دوسرے کی طمع اور لالچ کا باعث بن سکتی ہے تو چہرہ میں آواز سے زیادہ حسن اورکشش ہوتی اور یہ آواز سے زیادہ طمع اور لالچ کا باعث ہوتا ہے لہٰذا اس کے کھولنے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے

(۶)ایک اور جگہ ارشاد ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (آیت ۳۰) یعنی آپ مسلمانوں مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور یہ بات ظاہر ہے کہ نگاہ کی حفاظت عورت کے چہرہ کے پردہ کے بغیر مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

(۷)حضور ﷺ کا ارشاد ہے: لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ (بیہقی،شعب الایمان) ترجمہ: بدنظری کرنے اور کروانے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے(بیہقی)

(۸)حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے حضور اقدس ﷺ کے ہاتھ میں پرچہ دینا چاہا۔حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا(اور پرچہ ہاتھ میں نہ لیا اور)فرمایا کہ میں نہیں جانتا یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟اس عورت نے عرض کیا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں (کی سفیدی) کو مہندی سے بدل دیتی (ابوداؤد،نسائی)

اس حدیث سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ صحابی عورتیں حضور ﷺ کے سامنے نہیں آتی تھیں۔ کیونکہ صحابیہ حضور ﷺ سے چہرہ کا پردہ کیا کرتی تھیں،دوسری یہ کہ صحابیہ کا چہرہ پردہ سے چھپا ہوا تھا یاد رہے کہ یہ وہی حدیث ہے جو عالم آن لائن کے پروگرام میں ناخن پالش کے مسئلہ کے جواز کے لئے پیش کی گئی ہے۔ظاہر ہے کہ بدنظری سب سے زیادہ چہرے کے ساتھ ہی ہوا کرتی ہے اور بدنظری کرنے والے کی سب سے زیادہ توجہ چہرے ہی کی طرف ہوا کرتی ہے۔چہرہ ہی وہ عضو ہے جس کے ساتھ آنکھوں کا رشتہ قائم ہے اور آنکھوں ہی سے ایک دوسرے کو دیکھا جاتا ہے اور اشارات وکنایات کئے جاتے ہیں اور بدنظری میں مبتلا ہوا جاتا ہے، چہرے ہی کے ساتھ زبان ہے جس سے ایک دوسرے سے بات وچیت

کی جاتی اور تمام آپس کے معاملات طے کیئے جاتے ہیں۔ چہرے ہی کے ساتھ ناک لگی ہوئی ہے جس سے ایک دوسرے کی خوشبو سونگھ کر مائل ہوا جاتا ہے چہرے ہی کے ساتھ ہونٹ لگے ہوئے ہیں جن کے حسن و جمال اور نشیب وفراز کا شہوت کے میدان میں چرچا کیا جاتا ہے۔ چہرے ہی کے ساتھ گالوں کا رشتہ قائم ہے جن کو دیکھ کر جنسی تسکین اور شہوت کے تقاضوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ چہرے ہی کے قریب دونوں کان ہیں جن سے ایک دوسرے کی بات سن کر معاملہ آگے بڑھایا جاتا ہے۔

اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پیر کا زنا چلنا ہے اور دل آرزو اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی (انجام تک پہنچا کر) تصدیق یا تکذیب کرتی ہے (مسلم، مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر)

پردہ کا حکم بدنظری سے بچانے کے لئے ہے اور یہ بات بالکل دلیل اور بیان کی محتاج نہیں کہ بدنظری جتنی چہرے کے ساتھ ہوتی ہے اتنی جسم کے دوسرے حصوں میں نہیں ہوتی کیونکہ چہرہ ہی تمام حسن کا مجمع ہے اسی سے خوبصورتی اور حسن و جمال کی پہچان کی جاتی ہے جب کسی کی خوبصورتی کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو چہرے ہی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص عورت کے جسم کا پورا حصہ دیکھ لے مگر چہرہ نہ دیکھے تو اس کی خواہش کی تکمیل نہیں ہوتی اور صرف چہرہ دیکھ لے تو کفایت ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ چہرہ مجمع المحاسن شہوت کا خزانہ ہے جب نامحرم سے چہرے کے پردہ کی نفی کر کے تمام نفسانی تقاضے پورے کر لئے جائیں گے پھر جسم کے کسی حصہ کا پردہ ہونا نفس وشیطان کے لئے کوئی نقصان دہ نہ ہوگا۔ چہرے کے پردے کی نفی کرنے والوں کی عجیب منطق ہے کہ اصلی عضو کے پردہ کی نفی کرنے کے باوجود بھی پردہ کا دعویٰ ہے، عموماً چہرے کے علاوہ دوسرے جسم کے حصوں پر تو کپڑا گھر میں بھی ہوتا ہے پھر گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں پردہ کا حکم کس چیز پر لگایا جائے گا۔

مخالفین کے اعتراض کا جواب: مخالفین اور جدت پسندوں کی طرف سے آئے دن چہرہ کے پردہ کی نفی کی جاتی رہتی ہیں اور اس کی بنیاد قرآن مجید کی سورہ نور کی آیت میں ''اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا'' کی چہرہ اور ہتھیلیوں کی تفسیر پر ہے، یعنی یہ کہا جاتا ہے کہ جب اس جملہ سے چہرہ اور ہتھیلیاں خارج کر دی گئیں تو یہ دونوں اعضاء پردہ کے حکم سے مستثنیٰ ہو گئے۔ لیکن یہاں ان تجدت اور مغرب پسندوں نے بہت مکاری اور چالاکی سے کام لیا ہے کیونکہ اس جملہ کا صحیح مطلب پیچھے گزر چکا ہے کہ بڑی چادر، برقعہ اور اوپر کے کپڑے مراد ہیں، اور معتبر اور صحیح تفسیر اس کی یہی ہے، لیکن اگر چہرہ اور ہتھیلیوں کی تفسیر کو لیا جائے تب بھی اس کا

مطلب یہ ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں بلکہ حجاب میں داخل ہیں اور سخت ضرورت کے وقت مجبوری میں چہرہ کھولا جاسکتا ہے۔مزید تفصیل کے لئے درج ذیل رسائل وکتب ملاحظہ فرمائیں ✪ پردہ کے شرعی احکام: مصنف حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ ✪ شرعی پردہ: مصنف۔حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ ✪ پردہ شرعی قرآن وحدیث کی روشنی میں: مصنف۔حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ ✪ پردہ شرعی قرآن، حدیث، فقہ اور عقل سلیم کی روشنی میں (مندرجہ احسن الفتاویٰ ج۹ص ۲۲۷) مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ ✪ شرعی پردہ: مصنف۔مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلندشہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ ✪ حجاب: پردہ کے شرعی احکام: مصنف۔ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن صاحب

وعلى هذا فسقطت الدرجة الثالثة للحجاب : اعنى خروجهن مع كشف الوجوه والكفين يبن الاجانب بلاضرورة .اماعند الجمهور فلانهم لم يجدوا دليلاعلى جوازه، لاختيارهم تفسير ابن مسعود فى قوله تعالىٰ ، الاماظهر منها بالثياب والجلباب فبقى الوجه والكفان تحت الحجاب الماموربه ،ولان النظر الى وجهها مظنة فتنة عادة وتجربة فاقيم مقامها.....واما الحنفية فبعد تسليم الجواز . لاختيارهم تفسير ابن عباس لقوله تعالىٰ : الاماظهر منها بالوجه والكفين قالوا انه مشروط بالامن من الفتنة لقوله تعالىٰ قل للمومنين يغضوامن ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم والامن من الفتنة لا يتحقق الا عنداليقين على عدم الميلان وهذا الشرط لم يزل عزيز الوجود فى العالم وكاد ان ينعدم فى هذالزمان ولا عبرة لماهو كالمعدوم فسقط حكم الجواز لالنسخ ورد على حكم شرعى بل لرط فقد من شروط (تفصيل الخطاب فى تفسير آيات الحجاب مشموله ، احكام القرآن للتهانوى ج۳ص ۴۶۹)وبالجملة فاتفقت مذاهب الفقهاء وجمهور الامة على انه لايجوز للنساء الشواب كشف الوجوه والأكف بين الاجانب ويستثنى منه العجائز لقوله تعالىٰ : والقواعد من النساء الاية والضرورات مستثناة فى الجميع بسالاجماع فلم يبق للحجاب المشروع الا الدرجتان الاوليتان .الاولى القرار فى البيوت وحجاب الاشخاص وهو الاصل المطلوب ، والثانية خروجهن لحوائجهن مستترات بالبراقع والجلابيب وهو الرخصة للحاجة (ايضاً ص ۴۷۱)

دارالافتاء: ادارہ غفران، راولپنڈی۔مؤرخہ ۸ محرم ۱۴۲۵ھ

کاروباری اشتہار

ماہنامہ التبلیغ میں جائز کاروباری اشتہار دے کر دین ودنیا کے فوائد حاصل کیجئے

حیرت کدہ

محمد امجد حسین

حیران کن کائناتی، تاریخی اور شخصی حقائق وواقعات جو اپنے اندر عبرت وبصیرت کا سامان رکھتے ہیں.................(ادارہ)

زندہ مذہب

دنیا میں جتنی بھی سلطنتوں کی فوجیں ہیں، بڑی سے بڑی اور بہتر سے بہتر بہر حال زمین کے کسی مخصوص خطہ ورقبہ کے اندر ہی ان کا وجود ہے اب فرض کیجئے کوئی فوج ایسی ہے جس کے سپاہی تھوڑے یا بہت، روئے زمین کے ہر حصہ ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور ایک ہی وقت میں آسٹریلیا میں بھی اور افریقہ میں بھی ، ہندوستان میں بھی اور چین میں بھی، استنبول میں بھی اور لندن میں بھی مختلف عمروں کے، مختلف صحتوں کے ، مختلف پیشوں اور مشغلوں میں عورتیں بھی مرد بھی، گورے بھی کالے بھی۔اسی اسی سال کے بوڑھے بھی، بارہ بارہ، پندرہ پندرہ سال کے لڑکے بھی، ادھر اس کا فوجی بگل بجا اور ادھر ایک ایک سپاہی اس منتشر فوج کا۔اپنی اپنی جگہ پریڈ کے لئے آمادہ ہوگیا! تنہا ہوا تو تنہا، اور کئی ہوئے تو مل جل کر پھر یہ پریڈ کسی موسم، کسی مہینہ کے ساتھ مخصوص نہیں، گرمی میں لو بدن جھلسائے دے رہی ہو تب بھی، جاڑے میں برف پڑ رہی ہو تب بھی، برسات میں مینہ کی جھڑی لگی ہو تب بھی۔سال کے پورے تین سو پینسٹھ دن وہ پریڈ لازمی، سفر ہو تب بھی، حضر ہو تب بھی پریڈ کی پابندی سے معافی نہیں، ایسی عجیب وغریب فوج کی مثال آپ نے کہیں دیکھی ہے؟ اس ڈسپلن کی نظیر کہیں ملے گی اسے شکست دینے کا حوصلہ دنیا کی کوئی قوت رکھ سکتی ہے؟

فوج نظروں سے غائب نہیں، نگاہوں کے روبرو ہے آپ کے گرداگرد ہے، عجب نہیں کہ آپ خود اسی فوج کے سپاہی ہوں، مسلمان دنیا کے کسی حصہ میں ہو، کسی حال میں ہو، ادھر نماز کا وقت آیا، ادھر معاً کھڑا ہو جائے گا۔تنہا ہے تو دست بستہ اور جماعت میں ہے تو صف بستہ، وہ منتظر پریڈ کے بگل کا نہ رہے گا، اپنے لشکر کا وہ آپ بگل چی ہے، اذان تو بس کہیں کہیں ہوتی ہے۔وقت آنے پر وہ آپ ہی اٹینشن ہو جائے گا۔

مسلمان غریب جنگل میں لکڑی کاٹ رہا ہے پسینے میں شرابور ظہر کا وقت آیا، اور جنگل میں اُس نے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے! جہاز چلے جا رہے ہیں اور نمازیں ہوتی جا رہی ہیں۔ریل چل رہی ہے اور کھڑے یا بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہے، نماز ادا ہو رہی ہے

شام کے وقت پارک میں تماشائیوں کا ہجوم، بازاری گاہکوں کی دھوم رات کے وقت کا سناٹا، صبح کی ٹھنڈی ہوا، دوپہر کو اور سہ پہر کو عدالتوں میں، دفتروں میں، اسکولوں میں، کاروبار کی گرم بازاری میں، مسلمانوں کی لَو اپنی اسی پریڈ سے لگی ہوئی ہے پریڈ بھی دن رات میں ایک بار نہیں پانچ پانچ بار، صبح بھی، دوپہر بھی، سہ پہر بھی، شام بھی، رات بھی!

زندہ مذہب خالی الذہن ہوکر سوچئے یہ ہے یا کوئی اور؟ حرکت اور زندگی جو اس مذہب میں ہے، اس کی نظیر کہیں اور ملے گی؟ یہ چوبیسوں گھنٹے والا زندہ، بیدار، متحرک، مذہب اسلام ہی ہے یا کوئی اور؟ اور اس مستمر، مستقل، ہمہ وقتی، ہمہ جائی، ڈسپلن کی بیداری کی، چستی کی، مستعدی کی، تازگی تعلق کی، مثال دنیا کی کسی بڑی سے بڑی ڈسپلن والی فوج میں ملے گی؟ جرمنی میں؟ امریکہ میں؟ روس میں؟ برطانیہ میں؟ حیف ہے کہ جس قوم یا امت کے اندر خود اتنا زبردست نظم، ایسی عظیم الشان تنظیم موجود ہو، اس کے افراد کارزارحیات کے کسی معرکہ میں، دنیا وعقبیٰ کے کسی میدان میں بھی سست اور کاہل، پست ہمت ونا کارہ اور غافل وخوابیدہ ثابت ہوں (از، سچی باتیں)

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا　　　　کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

شاعری میں صنعت مربع کا استعمال

کروں کیا	خفا ہے	الٰہی	وہ دلبر
خفا ہے	وہ مجھ سے	عبث کیوں	سمن بر
الٰہی	عبث کیوں	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہے	ستم گر

ان اشعار کو خواہ اوپر سے نیچے کی طرف پڑھیں خواہ نیچے سے اوپر کی طرف یا دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں ہر حال میں ان کی یکسانیت برقرار ہے۔

طب وصحت

حکیم محمد فیضان

طب وصحت کو ہمیشہ سے بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے یہ کہاوت زمانہ قدیم سے زبان زد عام ہے ''العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان'' ماہنامہ ''التبلیغ'' میں روحانی غذا و دوا کے ساتھ ساتھ جسمانی غذا و دوا کے لئے طب وصحت کے عنوان سے طبی معلومات ومشوروں کا سلسلہ

برڈ فلو

ہزاروں سال پہلے شریعت مطہرہ نے یہ پیشین گوئی کردی تھی کہ قیامت کے نزدیک جب گناہ عام ہوں گے اور فحاشی پھیل جائیگی تو ایسی بیماریاں ظاہر ہوں گی جنکا علاج ممکن نہیں ہوگا، اس وقت کئی بیماریاں ایسی ہیں جن کے بارے میں ماہرین امراض نے یہ تحقیق کی ہے کہ یہ ایک مریض سے دوسرے تندرست انسان کو لگ جاتی ہیں، ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ کوئی بھی بیماری بذات خود منتقل ہونے کی طاقت نہیں رکھتی یہ من جانب اللہ عذاب الٰہی کے طور پر ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے جو طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں، البتہ بہت سی بیماریاں یا ان کے جراثیم اللہ تعالیٰ کے حکم سے سبب کے درجہ میں وباء کی صورت میں دوسروں کی طرف منتقل ہوسکتے ہیں۔ ہماری آگے آنے والی تحقیق ماہرین امراض کی آراء پر مبنی ظاہری اسباب کے پہلو سے ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں برڈ فلو کا چرچا ہے۔ ماہرین کے مطابق برڈ فلو کی حالیہ وبا چین کے ایک صوبہ سے شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ایشیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ برڈ فلو کی تقریباً پندرہ قسمیں بتائی جاتی ہیں، آج کل جس برڈ فلو کا چرچا ہے وہ (H-5 N-1) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ مرغیوں کی سخت وبائی بیماری ہے۔ پرندوں کی دوسری بیماریوں کے برعکس یہ مرض انسانوں کو بھی لگ نے کے امکان ہیں، اس وائرس کو خطرناک ترین سمجھا جاتا ہے، جس سے کئی مہلک بیماریاں ہوسکتی ہیں اور موت بھی واقع ہوسکتی ہے۔ جب کہ (H-9 H-7) نسبتاً کم خطرناک وائرس بتائے جاتے ہیں۔ بعض طبی ماہرین کے مطابق یہ خاص قسم کے وائرس مرغی کے گوشت اور انڈوں سے انسانوں میں منتقل نہیں ہوسکتے۔ طبی ماہرین کا کہنا ہے کہ دیہی علاقوں میں (H-5 N-1) وائرس بآسانی ایک فارم سے دوسرے فارم تک عام پرندوں کے ذریعہ پھیل سکتا ہے۔ (22c) 71 F درجہ حرارت پر یہ وائرس چار دن تک زندہ رہ سکتا ہے، جبکہ (0 c) 32F پر یہ وائرس 30 دن سے بھی زیادہ زندہ رہ سکتا ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ

برڈ فلو کا وائرس کسی بھی ایسے انسان کو جلدی متاثر کرسکتا ہے کہ جو پہلے سے انفلوئنزا کا مریض ہو، اور دونوں وائرس مل کر ایک وبائی مرض کی شکل اختیار کرسکتے ہیں اور یہ بیماری ایسی ہوگی کہ آج تک پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی، اور اس کا خاص علاج نہ ہونے کی صورت میں یہ بہت خطرناک وبائی مرض کی صورت میں پھیل سکتی ہے، جیسا کہ 19-1918 میں اسپینش فلو ایک وبا کی شکل میں پھیلا تھا، جس سے تقریباً 40 سے 50 ملین لوگ لقمہ اجل بن گئے تھے۔ اب سے پہلے 1997 میں ہانگ کانگ میں بھی برڈ فلو پھیلا تھا، اور تقریباً 18 افراد اس سے متاثر ہوئے تھے، جبکہ 6 اموات بھی واقع ہوئی تھیں، مگر اس پر جلدی ہی قابو پالیا گیا تھا، اور موجودہ برڈ فلو پر حکام ابھی تک کنٹرول حاصل کرنے سے قاصر ہیں، بلکہ یہ بہت تیزی سے کئی ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ ابھی تک موصولہ اطلاعات کے مطابق ویتنام میں لاکھوں مرغیاں برڈ فلو کے باعث ماردی گئیں جب کہ 18 سے بھی زیادہ افراد مرچکے ہیں، اور تھائی لینڈ میں بھی 5 سے زیادہ افراد کے مرنے کی اطلاعات ہیں۔ ابتک ایشیا بھر میں 50 ملین سے بھی زیادہ مرغیاں ماردی گئی ہیں۔ جبکہ (Dalaware) دلاویر امریکہ میں 12000 سے بھی زیادہ مرغیاں برڈ فلو ثابت ہونے پر مار دی گئی ہیں، امریکی ریاست ٹیکساس میں بھی برڈ فلو کے انکشاف کے بعد پولٹری کی صنعت سے وابستہ حضرات میں خوف وہراس پھیل گیا ہے۔ برڈ فلو کے انسانوں میں منتقلی کے پیش نظر ریاست میں اہم حفاظتی اقدامات کئے جارہے ہیں، اب تک سات ہزار سے زائد مرغیوں کو ہلاک کیا جاچکا ہے جبکہ پولٹری فارم پر کام کرنے والے افراد کے میڈیکل چیک اپ کئے جارہے ہیں۔ جاپان میں بھی مرغیوں میں برڈ فلو بیماری کے نئے کیسز سامنے آئے ہیں۔ حکام کے مطابق دارالحکومت ٹوکیو سے 400 کلومیٹر دور جنوب مغربی شہر سانبا میں پولٹری فارموں پر دس ہزار سے زیادہ مرغیاں مردہ پائی گئیں، لیبارٹری ٹیسٹ کے بعد ثابت ہوا کہ ان مرغیوں میں فلو کا وائرس موجود تھا تاہم حکام کے مطابق کسی انسان کے اس وائرس سے متاثر ہونے کا کوئی ثبوت نہیں پایا گیا۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق برڈ فلو ابھی تک انسانوں میں نہیں پہنچا، یعنی ابھی تک برڈ فلو زدہ اموات میں وبائی جراثیم نہیں پائے گئے ہیں، اور نہ ہی ایک مریض سے دوسرے انسان میں مرض منتقل ہونے کا کوئی واقعہ ابھی تک سامنے آیا۔ برڈ فلو سے جتنے لوگ بھی اب تک ہلاک ہوئے ہیں ان کے بارے میں ماہرین کی رائے ہے کہ بالواسطہ مرغیوں سے انکو یہ بیماری لگی، یا ان کے ذریعہ دوسروں تک پہنچی ہے۔

برڈ فلو کی وجہ سے دنیا بھر میں کروڑوں ڈالر کا کاروباری نقصان بھی ہوچکا ہے۔ ساؤتھ کوریا اور سنگاپور

سمیت کئی ممالک نے امریکہ اور دیگر ممالک سے مرغیوں کی درآمد پر پابندی عائد کردی ہے۔ جب کہ پچھلے سال ساؤتھ کوریا نے امریکہ سے 4107 ٹن مرغی اور 87 ٹن بطخ کا گوشت درآمد کیا تھا۔ سنگاپور نے بھی امریکہ سے گذشتہ سال 19300 ٹن مرغی درآمد کی تھی جس کی مالیت 19.5 ملین ڈالر تھی۔

علامات: ...... برڈ فلو کی علامتیں سارس (sars) سے ملتی جلتی ہیں حالانکہ یہ مرض سارس کی طرح نہیں ہے، نہ ہی برڈ فلو کے مریض سارس کے مریضوں طرح علیحدہ رکھنے سے ٹھیک ہوتے۔ ماہرین کے مطابق اب تک برڈ فلو کے مریضوں میں کئی طرح کی علامتیں سامنے آچکی ہیں مثلاً، سانس کی تکلیف، کھانسی، بخار، گلے کی خرابی، پٹھوں میں درد، آنکھوں کی تکلیف، نمونیہ، اور کئی طرح کی خطرناک بیماریاں۔

علاج: ...... اگر مندرجہ بالا علامات پائی جائیں تو ماہر معالج سے رجوع کرنا چاہئے۔ اور انتہائی نگہداشت کے ساتھ باقاعدہ نزلہ (فلو) کے طریقہ علاج کے مطابق ہی علاج کیا جانا چاہئے۔

ابھی تک برڈ فلو کی کوئی، ویکسین، (vaccine) ایجاد نہیں ہوسکی ہے، تاہم سائنسدان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے ابھی اس میں کافی وقت لگ جائے۔ برڈ فلو کے خاتمہ کے لئے (WHO) نے تجویز دی ہے کہ وائرس زدہ مرغیاں اور ان کے نزدیک کی عام مرغیوں کو بھی ختم کیا جانا چاہئے، تاکہ اس مرض کو مزید پھیلنے سے روکا جاسکے۔ اور جو لوگ مرغیوں کا کام کرتے ہیں انہیں بھی سخت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ یہ مرض مرغیوں کے بہت نزدیک رہنے سے زیادہ ہونے کا خدشہ ہے۔ واللہ اعلم

Email: faizankhanthanvi@hotmail.com

عقیقہ

جس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھدے اور عقیقہ کردے عقیقہ کردینے سے بچہ کی سب الابلا دور ہوجاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے ● عقیقہ سنت و مستحب عمل ہے اور بچہ اور والدین کے حق میں دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہت فائدے اور ثواب کی چیز ہے لہٰذا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اس کو عقیقہ کرنا چاہئے ● عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا ایک بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لیوے ● عقیقہ ساتویں دن سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن بہتر نہیں اور اگر کوئی ساتویں دن بھی عقیقہ نہ کرسکے تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کرے اگر ان دنوں میں بھی نہ کرسکے تو پھر اسی طرح سات سات کا اضافہ کرے

اخبارِ ادارہ ادارہ

> ''اخبارِادارہ'' کے زیرِعنوان ادارہ کے شب وروز کے حالات، مہینہ بھر کی تعلیمی، تبلیغی، تربیتی، اصلاحی مشاغل و کارگزاری پیش کی جائے گی تاکہ ریکارڈ محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ کارکردگی بھی سامنے آتی رہے ..(ادارہ)

❑......۵ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ اور پھر عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد ۲۶ ذی الحجہ بروز بدھ بعد مغرب حسبِ معمول راولپنڈی اسلام آباد کے اہلِ علم ومفتیانِ کرام کی علمی وفقہی نشستوں کا انعقاد ہوا، بعض اہم علمی وفقہی مسائل پر آپس میں مذاکرہ ہوا۔

❑......عیدالاضحیٰ کے موقع پر ادارہ میں اجتماعی قربانیوں کا عمل دو دن تک شرعی ضوابط کے مطابق بحسن وخوبی انجام پایا،

❑......عیدالاضحیٰ کے موقع پر ادارہ کے تمام تعلیمی شعبوں میں ۷ ذی الحجہ تا ۱۷ ذی الحجہ تعطیلات رہیں۔ دارالافتاء کی تعطیلات ۱۰ تا ۱۵ ذی الحجہ رہیں۔

❑......طلبۂ کرام کی بزم ادب کی نشستیں ۶ ذی الحجہ بروز جمعرات اور پھر تعطیلات کے بعد ۲۱ ذی الحجہ بروز جمعہ بعد مغرب اور ۲۸ ذی الحجہ بروز جمعہ منعقد ہوئیں۔

❑......تعطیلات عیدالاضحیٰ کے بعد تعلیمی مصالحہ کے پیش نظر بزم ادب کا وقت جمعرات بعد ظہر کے بجائے جمعہ بعد مغرب کر دیا گیا۔ اب جمعرات کو بعد ظہر تا عصر اور بعد مغرب تا عشاء تعلیم جاری رہے گی اور اسی طرح جمعہ کے دن صبح دو گھنٹے بھی تعلیم جاری رہے گی۔ تعلیمی نظم اوقات میں یہ تبدیلیاں اور اضافے تعلیمی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنانے اور طلبۂ کرام کے اکثر اوقات کو تعلیم میں صرف کرنے کی غرض سے کئے گئے ہیں تاکہ تضیع اوقات کا کوئی موقع نہ رہے جو طلبہ کی تعلیمی ترقی کے لئے زہر قاتل ہے

❑...... بروز اتوار کی اصلاحی نشستیں ۲ ذی الحجہ، ۱۶ ذی الحجہ، ۲۳ ذی الحجہ اور یکم محرم بروز اتوار بعد عصر حسبِ معمول منعقد ہوئیں۔

❑......اراکین عملہ کے لئے اصلاحی ومشاورتی نشستیں ۴ ذی الحجہ، ۱۸ ذی الحجہ، ۲۵ ذی الحجہ بروز منگل بعد ظہر حسب معمول منعقد ہوتی رہیں۔

❑......طلبۂ کرام کے لئے مدیر ادارہ حضرت مفتی محمد رضوان صاحب کی اصلاحی مجلس ۵ ذی الحجہ، ۱۹ ذی

Idara Ghufran

الحجہ، ۲۶/ذی الحجہ کو حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں، مفتی صاحب ان مجالس میں طلبۂ کرام کے ہفتہ وار تعلیمی وتربیتی احوال کا بھی جائزہ لیتے ہیں اور کوتاہیوں کی نشاندہی فرما کر حکمت وبصیرت کے ساتھ طلبۂ کرام کو نصیحت فرماتے ہیں۔

□......۲۰ ذی الحجہ جمعرات مدیر ادارہ مفتی محمد رضوان صاحب ڈیرہ غازی خان کے سفر پر تشریف لے گئے، ۲۱ ذی الحجہ کو جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان کی جامع مسجد میں جمعہ کی امامت وخطابت فرمائی۔

□......اساتذۂ کرام کی تحریر وتقریر کی تربیتی ہفتہ وار نشست یکم ذی الحجہ، ۲۲/ذی الحجہ، ۲۹/ذی الحجہ بروز ہفتہ بعد مغرب تا عشاء حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں۔

□......۲۳/ذی الحجہ بروز اتوار صبح دس بجے ماہانہ درسِ قرآن برائے خواتین کی نشست ہوئی۔ مفتی محمد یونس صاحب نے درس دیا۔

رائے گرامی حضرت مولانا عبدالستار صاحب رحمانی

آج مورخہ ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ بمطابق 12 فروری 2004ء بروز جمعرات اپنے عزیز محترم حاجی افتخار احمد صاحب زرگر کے صاحبزادے حافظ سہیل احمد سلمہ کی شادی میں شرکت کی غرض سے راولپنڈی کا سفر ہوا۔ وہاں مختلف مجلّات کا مطالعہ کرتے ہوئے ماہنامہ التبلیغ بھی نظر سے گزرا۔ یہ ماہنامہ کے جلد اول کا پہلا شمارہ تھا جو کہ ادارہ غفران راولپنڈی کا ترجمان ہے۔ میں نے مجلّہ کے اداریہ کا عمیق مطالعہ کیا تو سوسائٹی میں ماہنامہ کی ضرورت، اہمیت اور افادیت محسوس ہوئی۔ یقیناً ماہنامہ کی اشاعت سے رضائے الٰہی کا حصول، اعلائے کلمۃ الحق، قرآن کریم سے مضبوط تعلق اور امت مسلمہ کی صحیح جہت میں رہنمائی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجلّہ کی عبارت میں سلاست، سادگی، فہم اور عوامی ضروریات کا خیال رکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ واقعی ہر گھر کی ضرورت ہے۔ آج کل الیکٹرانک میڈیا پر فحاشی وعریانی اور غیر اسلامی نظریات کا جو پرچار ہو رہا ہے اور یہ ذرائع ابلاغ ہماری نسلوں کی تباہی وبربادی میں جو اہم کردار ادا کر رہے ہیں کسی بھی صاحب فہم وفراست سے پوشیدہ نہیں۔ یقیناً علماء، خطباء، مشائخ، دینی مدارس اور علماء کی سرپرستی میں قائم اصلاحی ادارے اس طوفان بے تمیزی کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ ان میں ایک نام ادارہ غفران راولپنڈی کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہٗ کا ہے جو شب وروز اپنی مخلصانہ کاوشوں کو بروئے کار لا کر ادارہ کو بام عروج پر پہنچا رہے ہیں۔ یقیناً ماہنامہ التبلیغ معاشرہ کے لئے ایک مینارہ نور ثابت ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ مولانا کی اس کاوش اور محنت کو قبول فرمائے اور اس مجلّہ کو دین اسلام کی اشاعت وترویج کا ذریعہ بنائے (آمین) عبدالستار رحمانی، بانی ورئیس جامعہ اسلامیہ ڈیرہ غازی خان

اخبارِ عالم چیدہ۔چیدہ

دنیامیں وجود پذیر ہونے والے واقعات، حادثات وتغیرات سے (نیک نیتی کے ساتھ غلو سے بچتے ہوئے ثانوی درجہ میں) واقفیت فائدہ مند ہے ،اس لئے اخبارات کی چیدہ چیدہ خبریں ماہنامہ ''التبلیغ'' میں نقل کی جارہی ہیں ....(ادارہ)

22 جنوری: 8 سو پاکستانی طلباء کو پی ایچ ڈی کے لئے بیرون ملک بھیجا جائے گا، وزیر سائنس پروفیسر عطاء الرحمٰن ★ ختم نبوت کا حلف نامہ شامل نہ کرنے پر ہزاروں قادیانی مسلم ووٹر فارم میں اندارج کرانے لگے **23 جنوری:** ٹیکسلا چرچ حملے کے 3 مجرموں کو سزائے موت سنادی گئی **24 جنوری یکم ذی الحجہ:** کرزئی حکومت کے خلاف جہاد فرض عین ہے، افغان علماء کا فتویٰ ★ ایبٹ آباد: بیرن گلی میں شیر 2 معصوم بچوں کو کھا گیا **25 جنوری:** سفارتی مہم کامیاب نہ ہوئی تو عرب ممالک میں طاقت کے ذریعے جمہوریت قائم کریں گے، امریکہ ★ فوج کے خلاف بغاوت پھیلانے کے الزامات جاوید ہاشمی پر باقاعدہ فرد جرم عائد کردی گئی ★ گیس سلنڈر پھٹنے سے سینیٹر اسلم بلیدی کی ہمشیرہ چار بچوں سمیت جاں بحق ★ 24 جنوری ہفتہ کی صبح سابق وفاقی وزیر مخدوم حامد رضا انتقال کر گئے **26 جنوری:** مدارس کے معاملات میں مداخلت بند نہ ہوئی تو تحریک چلائیں گے۔ تحفظ مدارس کنونشن ★ ٹیٹوال سیکٹر میں منقسم کشمیریوں کی ملاقاتیں: دریائے نیلم کے آر پار 5 کلومیٹر سے زائد علاقے میں لوگوں کا جم غفیر **27 جنوری: تحریک خدام اہل سنت پاکستان کے امیر خلیفہ مجاز مولانا حسین احمد مدنی ومہتمم جامعہ عربیہ اظہار الاسلام چکوال، وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین انتقال کر گئے، ان کی عمر 90 برس تھی، ساری عمر صحابہ کی وکالت کا حق ادا کیا، زندگی کے دس سال جیل میں گزرے، دارالعلوم دیوبند میں جید علماء سے تربیت لی، دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف تھے، ان کی زیر سرپرستی ماہنامہ حق چاریار 1989 سے ابھی تک جاری ہے، جنازہ میں 30 ہزار افراد نے شرکت کی۔**

28 جنوری: بھارت نے دشمن کے ریڈار جام کرنے کے لئے الیکٹرانک وارفیئر سسٹم تیار کرلیا ★ مسئلہ کشمیر حل ہوجائے تو مجاہدین مسلح جدوجہد ختم کردینگے، شیخ رشید ★ مرغیوں میں پھیلنے والا وائرس برڈ فلو جنوب مشرقی ایشیا کے 8 ممالک میں پھیل گیا 6 افراد ہلاک **29 جنوری:** کابینہ نے نیشنل سکیورٹی کونسل بل کی منظوری دے دی ★ پشاور ہائی کورٹ نے حسبہ ایکٹ کے خلاف رٹ خارج کردی ★ برڈ فلو وائرس سے پوری دنیا میں خوف وہراس پھیل گیا

30 جنوری: پاکستان نے ایشیائی ترقیاتی بینک کا 1 ارب 10 کروڑ ڈالر قرضہ قبل از وقت ادا کردیا، اس ادائیگی سے 7 ارب 10 کروڑ روپے کی بچت ہوئی، وزیر خزانہ ★ کرزئی کے حکم پر افغان جیلوں میں قید مزید 21 پاکستانی رہا ★

عمان کی جیلوں سے رہائی پانے والے مزید 388 پاکستانی کراچی پہنچ گئے ✍ **31 جنوری:** 548 کلومیٹر لائن آف کنٹرول پر جون تک باڑ مکمل ہوجائے گی، شمالی کشمیر میں بھی جلد باڑ تعمیر مکمل کی جائے گی۔ بھارتی آرمی چیف ★ عراق جنگ امریکہ نے انٹیلی جنس خامیوں کا اعتراف کرلیا ✍ **یکم فروری:** الیکشن کمشنر نے ووٹ کے اندارج کے لئے ختم نبوت کا حلف نامہ لازمی قرار دے دیا ✍ **2 فروری:** منیٰ میں بھگدڑ 250 سے زائد حجاج کرام جاں بحق ★ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں نماز عید کی ادائیگی، 90 لاکھ جانوروں کی قربانی ★ سپریم کونسل کے خلاف ایرانی پارلیمنٹ کے 109 ارکان احتجاجاً مستعفی ✍ **3,4 فروری:** تعطیل اخبارات ✍ **5 فروری:** ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے قوم سے معافی مانگ لی۔ صدر مملکت سے رحم کی اپیل ★ پنجاب کے صوبائی وزیر کھیل نعیم اللہ شاہانی 3 ساتھیوں سمیت اغوا کاروں کے چنگل سے فرار ★ گوانتاناموبے سے 3 افغان بچے رہائی پا کر وطن پہنچ گئے ✍ **6 فروری:** وفاقی کابینہ کی سفارش منظور، صدر نے ڈاکٹر عبدالقدیر کو معاف کردیا ★ پاکستان نے باچہ خان زدران کو افغانستان کے حوالے کردیا ★ خوشاب: چلتی بس میں سگریٹ سلگانے سے آگ بھڑک اٹھی، 5 مسافر جاں بحق ✍ **7 فروری:** ماسکو: زیر زمین ٹرین میں فدائی حملہ 50 ہلاک 150 زخمی ★ بھارتی صدر نے واجپائی کی تجویز پر لوک سبھا توڑ دی ★ کرزئی نے بادشاہ خان زدران کو عام معافی دے کر رہا کردیا ★ انڈونیشیا میں شدید زلزلہ 22 افراد جاں بحق، سینکڑوں زخمی ✍ **8 فروری:** بھارتی فضائیہ کا طیارہ پاکستانی سرحد کے قریب گر کر تباہ، پائلٹ ہلاک ✍ **9 فروری:** عراق کے بارے میں امریکہ و برطانیہ کی خفیہ معلومات غلط تھیں، ہنس بلکس ✍ **10 فروری:** ایٹمی پھیلاؤ میں صرف پاکستان ملوث نہیں، عالمی برادری بلیک مارکیٹ ختم کرائے، بھارتی وزیر خارجہ ★ خلیفہ سوم امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا آج یوم شہادت ہے ★ حملے کا فیصلہ ہو چکا تھا عراقی ہتھیاروں کی تلاش محض ڈھکوسلا تھی، ہنس بلکس ✍ **11 فروری:** شارجہ میں ایرانی طیارہ گر کر تباہ 46 مسافر ہلاک ★ امسال 132 عازمین حج حجاز مقدس میں انتقال کر گئے ★ پاکستان نے یورو بانڈ کا اجراء کردیا 50 کروڑ ڈالر ملیں گے ✍ **12 فروری:** وفاقی کابینہ کا اجلاس، استعمال شدہ گاڑیوں کی درآمد پر عائد پابندی ختم، چھوٹی کاروں کی درآمدی ڈیوٹی میں کمی کا فیصلہ ✍ **13 فروری:** اسرائیل کی ظالمانہ کاروائیاں جاری حماس کا کارکن شہید ★ اسلام آباد میں معمولی تلخ کلامی پر دوست نے دوست کو قتل کردیا ✍ **14 فروری:** قطر: چیچنیا کے سابق صدر زلیم خان کا رہ دھماکہ میں جاں بحق ★ وفاقی وزیر عبدالستار لالیکا 53 برس کی عمر میں انتقال فرما گئے ★ ویلنٹائن ڈے عیسائی تہوار ہے، مسلمان منانے سے گریز کریں، مفتی اعظم سعودی عرب ✍ **15 فروری:** ملک کے اکثر حصوں میں شدید زلزلہ 20 افراد جاں بحق، درجنوں زخمی، سینکڑوں مکان زمین بوس ✍ **16 فروری:** لاہور میں بسنت ہندوانہ رسم نے 20 افراد کی جان لے لی 374 زخمی 225 گرفتار ★ ہندوانہ رسم پر ایک رات

میں 25 سے 30 کروڑ پھونک ڈالے ★ لاہور کے ہسپتالوں میں بسنت کی وجہ سے ایمرجنسی کا سماں ★ بشام، کوہستان آلائی میں دوسرے روز بھی زلزلہ بچی جاں بحق ★ چین کے شہزاون کے شاپنگ سینٹر میں آتشزدگی 90 افراد ہلاک ★ عراق میں ایک ماہ کے دوران 18 امریکی فوجیوں کی خودکشی ✍ **17 فروری:** بغداد میں بم دھماکہ: فائرنگ 2 امریکی ہلاک 4 زخمی 2 عراقی گرفتار ✍ **18 فروری:** مقبوضہ کشمیر مجاہدین نے حکمران جماعت کے تین راہنماؤں سمیت 18 بھارتی فوجی ہلاک کردیے 5 کشمیری شہید ★ پاکستان بھارت 8 نکاتی ایجنڈے پر مذاکرات کے لئے متفق ★ اٹلی کی کمپنی نے سی این جی سلنڈر کی قیمت میں 40 فیصد کمی کردی ✍ **19 فروری:** ایران: کیمکل سے لدی ٹرین میں خوفناک دھماکہ 295 ہلاک 400 زخمی ★ پنجاب میں پہلی سے پانچویں تک ناظرہ قرآن کی تعلیم لازمی ✍ **20 فروری:** امریکہ نے 2 جدید ترین ایف سولہ فالکن لڑاکا طیارے اسرائیل کے حوالے کردیئے ✍ **21 فروری:** ٹیلی فون ایک صارف سے دوسرے کے نام پر منتقل کرانے کی فیس ختم شفٹنگ چارج میں 50 فیصد کمی ★ **دارالعلوم کراچی کے ناظم تعلیمات مولانا شمس الحق انتقال فرماگئے، ان کی عمر 75 سال تھی، مولانا کئی دنوں سے گلے کے کینسر میں مبتلاء تھے، ان کے اساتذہ میں مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ادریس کاندھلوی جیسے بزرگ شامل ہیں، مولانا شمس الحق کی تدریسی خدمات 50 سال پر محیط ہیں، نصف صدی تک قرآن وحدیث وفقہ اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم وتدریس میں مصروف رہے اور ہزاروں طلباء کی تربیت کی، نماز جنازہ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد نے شرکت کی** ✍ **22 فروری یکم محرم ۱۴۲۵ھ:** 290 کلومیٹر تک مار کرنے والے غزنی میزائل فوج کے حوالے ★ مذہبی منافرت سرحد میں 100 کتابوں کی ضبطگی کا حکم۔ متنازع کتب لکھنے چھاپنے پر 25 سال قید 10 لاکھ جرمانہ ✍ **23 فروری:** ایرانی انتخابات میں قدامت پسندوں کی جیت پر تشدد مظاہرے 8 ہلاک ✍ **24 فروری:** افغانستان: زابل میں طالبان نے 2 افغان گاڑیوں کو یرغمال بنالیا 15 فوجیوں سمیت نامعلوم مقام پر منتقل ✍ **25 فروری:** مراکش: زلزلے نے تباہی مچادی 300 افراد جاں بحق ★ روسی صدر نے وزیراعظم کازیانوف اور ان کی کابینہ کو برطرف کردیا ★ لاہور: پولیس کا دارالعلوم جامعہ مدنیہ سبزہ زار پر چھاپہ مہتمم گرفتار ✍ **26 فروری:** عراقی مجاہدین نے فوجی ہیلی کاپٹر مار گرایا ✍ **27 فروری:** ''الضرار'' ٹینک پاک فوج اور ''محافظ'' بکتر بند گاڑی پولیس کے حوالے ★ اسرائیلی فوج کی مظاہرین پر اندھادھند فائرنگ سے 2 فلسطینی شہید ★ رواں مالی سال پی ٹی سی ایل کو 3 ارب سے زائد منافع ہوا ✍ **28 فروری:** صدر پر خودکش حملوں کے الزام میں جہادی لیڈر الیاس کشمیری گرفتار ✍ **29 فروری:** راولپنڈی میں امام بارگاہ پر خودکش حملہ 4 زخمی حملہ آور مارا گیا ✍ **یکم مارچ:** ڈاکٹر عبدالقدیر اور ان کے نیٹ ورک کو انصاف کے کٹہرے میں لائینگے، امریکہ ★ ہیٹی کے صدر مستعفی، ہمسایہ ملک کی طرف فرار۔